﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۳ فروری ۱۹۹۵ء شمارہ ۵

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ، دعاؤں کا مہینہ ہے

"رمضان کے معنے"

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں" (الحکم ۲۲ جولائی ۱۹۰۱ء)

دعاؤں کا مبارک مہینہ

"رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

مریض اور مسافر روزہ نہ رکھیں

"قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ "ومن کان منکم مریضاً او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر"۔ یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو رکھ لے، جس کا اختیار ہو نہ رکھے۔ میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر "عدۃ من ایام اخر" کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہئے"۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء)

"سفر میں تکالیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا۔ یہ غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے"۔

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۸۹۹ء)

"شریعت کی بنیاد دقت پر نہیں بلکہ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے"۔

ترک روزہ کے متعلق میرا مسلک

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(الحکم ۱۴ جنوری ۱۹۰۱ء)

یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔

اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء صـ ۲۵۶ - ۲۶۰)

مختصرات

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو خلافت کی عظیم نعمت سے نواز ہے۔ اسی نعمت کے زیر سایہ، جماعت احمدیہ اکناف عالم میں شاہراہ غلبہ اسلام پر تیزی سے رواں دواں ہے۔ خلیفہ وقت، سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی روزانہ مصروفیات کا ایک حصہ M.T.A کے پروگرام "ملاقات" میں شمولیت ہے۔ گزشتہ ہفتہ میں منعقد ہونے والی مجالس کا ایک مختصر خاکہ پیش خدمت ہے جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور انور نے کن موضوعات پر اظہار خیال فرمایا ہے۔

ہفتہ ۱۴ جنوری ۱۹۹۵ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ مجلس ہوئی۔ جس میں حضور انور نے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات بالخصوص واقعہ صلیب سے لے کر کشمیر جانے تک کے حالات سنائے اور اس دوران وقتاً فوقتاً بچوں سے اس بارہ میں سوالات بھی پوچھتے رہے۔

اتوار ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء:

ایتھوپیا کے علاقہ اورمیا کے افراد سے ملاقات ہوئی جس میں درج ذیل سوالات احباب نے کئے۔

☆ اسلام میں خلافت کا کیا مقام ہے اور کیا یہ ضروری ہے۔ اور اگر اس کا دوبارہ قیام ہو تو وہ کیسے اور کہاں ہوگا؟

☆ اشتراکیت کے زوال کے بعد مغربی دنیا کی نظر میں اسلام ان کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا ہے اس پس منظر میں مسلمانوں کا ردعمل کیا ہونا چاہئے؟

☆ بہت سے مسلم ممالک میں کئی قسم کے مسائل ہیں۔ مثلاً قحط اور باہم لڑائیاں وغیرہ۔ نیز مختلف ممالک بعض دیگر ممالک کے زیر اثر ہیں۔ اس صورت میں جماعت احمدیہ ان کی کیا مدد کر سکتی ہے؟

☆ جہاد کیا ہے اور اس بارہ میں مغربی دنیا کیوں غلط فہمی میں مبتلا ہے؟

☆ بنیادی انسانی حقوق اور انفرادی و اجتماعی آزادی کی قدریں اس وقت اکثر اسلامی ممالک میں ناپید ہیں۔ جماعت احمدیہ ان اقدار کو قائم کرنے کے سلسلہ میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

☆ اہل اسلام کے دلوں میں تقویٰ کس بنیاد پر اور کیسے قائم کیا جا سکتا ہے؟

سوموار و منگل، ۱۶ اور ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء:

حسب پروگرام دونوں دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے سلسلہ میں مختلف ادویہ، ان کی خصوصیات و علامات پر تفصیلی لیکچر دئے۔ یہ ہومیوپیتھی کی کلاس نمبر ۶۱ اور ۶۲ تھیں۔

بدھ و جمعرات، ۱۸ اور ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء:

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ترجمۃ القرآن کی کلاسز لیں۔ جن میں علی الترتیب سورہ آل عمران کی آیات ۴۴ تا ۵۱ اور دوسرے دن آیات ۵۲ تا ۶۴ کا ترجمہ، نیز ترجمہ کہ سمجھنے کے لئے ضروری تشریح و تفسیر بھی بیان فرمائی۔ یہ ترجمہ قرآن کی کلاس نمبر ۳۵ اور ۳۶ تھیں۔

جمعۃ المبارک ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ عام سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں درج ذیل سوالات پوچھے گئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نہایت مدلل جوابات عطا فرمائے۔

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ۷۳ فرقوں کے بارہ میں پیشگوئی فرمائی ہے ان میں ۷۲ فرقوں کے بارہ میں سخت الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور انہیں جہنمی تک فرمایا ہے۔ ان ۷۲ فرقوں میں بہت سے نیک انسان بھی ہیں۔ کیا وہ صرف اس لئے جہنمی ہونگے کہ ان کا تعلق ۷۲ فرقوں سے ہے اور کیا اس وجہ سے کہ احمدی ۷۳ واں فرقہ ہے اس لئے سب احمدی جنتی ہونگے؟

☆ انگریز بہت کامیاب قوم ہے۔ ان میں کون سی ایسی خاص خوبی ہے جس کی وجہ سے ان کو یہ کامیابی نصیب ہوئی؟

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زلزلہ کی پیش گوئی میں منگل کے دن کا ذکر بھی فرمایا تھا۔ کوبے (جاپان) کا حالیہ زلزلہ بھی منگل کے دن آیا ہے کیا اس کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار سے تعلق ہے؟

☆ سورہ المومنون آیت ۱۰۱ میں ہے "ومن ورآئہم برزخ الی یوم یبعثون" سوال ہے کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس جگہ اٹھائے جائیں گے؟

☆ مسیح کے ابن اللہ ہونے کے ابطال میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ بچہ کی پیدائش کے لئے ضروری ہے ۲۳ کروموسومز باپ کے ہوں اور اتنے ہی ماں کے ہوں۔ مگر مسیح کی ولادت میں یہ صورت محال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جنسی تعلقات سے پاک ہے۔ مسیحیوں کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ:

"انسان کا جسم ہے، خدا کا نہیں ہے۔ اس لئے انسان کی جسمانی حالتوں کا خدا تعالیٰ سے تقابل کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اس کا کیا جواب ہمیں دینا چاہئے؟

☆ کیا کاسمیٹک سرجری جائز ہے؟

باقی صفحہ نمبر (۱۶) پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

احادیث نبویہ میں مذکور ہے کہ ہمارے آقا سیدالاولین والآخرین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ایک دفعہ اس کی مغفرت اور رحمت کے مضمون کو ایک تمثیل کے رنگ میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک شخص جو بہت گنہگار تھا اور قسما قسم کے ذنوب اور معاصی کا شکار تھا، اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہوئے نہایت عاجزی اور زاری کے ساتھ اس کی بخشش اور رحمت کا طلب گار تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ پھر وہ شخص اس طرف سے خدا کے سامنے آکر بے حد گریہ و زاری کرتے ہوئے اس سے عفو اور مغفرت کا طالب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر اس سے اعراض فرمایا۔ اس پر بھی اس نے دعا کو نہیں چھوڑا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ پھر خدا کے حضور گر کر اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرنے لگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے میرے فرشتو! مجھ سے اس کی آہ و زاری دیکھی نہیں جاتی اسے میرے سامنے سے لے جاؤ اور اسے بتا دو کہ میں نے اس کی توبہ قبول کی اور اسے معاف کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

کرم ہیں ولطف خداوندگار
گناہ بندہ کرداست واو شرمسار

ہمارا خدا نہایت درجہ رحیم و کریم ہے۔ وہ عَفُوّ اور غفور ہے۔ وہ محسن و منان اور توّاب ہے۔ اپنے بندوں پر بہت شفقت فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے اور اس نے خود اپنے اوپر رحمت کو لازم کر رکھا ہے۔ وہ بہت معاف فرمانے والا ہے اور عفو کو بہت پسند فرماتا ہے۔ اس کی یہ تمام صفات عظیمہ دائمی ہیں اور ان میں کبھی کوئی تعطل واقع نہیں ہوتا لیکن جیسا کہ قرآن کریم اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ اور آپ کے مبارک فرمودات سے ثابت ہے رمضان کا مبارک مہینہ گناہوں کی بخشش اور غیر معمولی رحمتوں کے نزول کے اعتبار سے دوسرے تمام مہینوں سے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے۔ بکثرت ذکر الٰہی اور دعائیں کرنے اور دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ رمضان المبارک کا ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے متعلق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے امت کو یہ اطلاع بخشی کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور آپؐ نے یہ بھی بشارت دی کہ جو شخص ایمان کی حالت میں اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے، ثواب کی نیت سے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کے حضور عبادت کے لئے کھڑا ہوگا تو یہ بات اس کے گناہوں کی بخشش کا موجب ہوگی اور اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مغفرت اور رحمت کا مضمون بیان فرماتے ہوئے خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے اور تاکیدی نصیحت فرمائی ہے کہ اس رمضان میں اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اس کی رحمتوں کے حصول کے لئے خاص طور پر کثرت سے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم سب اپنے لئے، اپنے پیارے امام ایدہ اللہ کے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، تمام احباب جماعت کے لئے، عالم اسلام کے لئے، تمام بنی نوع انسان کے لئے خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت کے طالب ہوتے ہوئے یہ رمضان گزاریں اور ہماری عاجزانہ فریادیں اس کے حضور قبولیت کا شرف پائیں اور وہ ہمیں اپنی مغفرت اور رحمت سے نوازے۔

"اسلامی بہشت کی یہی حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے" (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"اسلام کیا چیز ہے وہی جلتی ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارے مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے"۔ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور ومسلم)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ۔

(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھول کر (روزے میں) کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِبْنِ زَھْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَفْطَرَ، قَالَ: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ (ابوداؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

حضرت معاذ بن زہرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت یہ کہا کرتے تھے "اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت" یعنی اے اللہ! میں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے دئے ہوئے رزق سے میں افطار کرتا ہوں۔

سبزہ کو پامال شاخوں کو قلم کرتے رہے
جو زیادہ تھے انہیں کوشش سے کم کرتے رہے

وہ ستم کرتے رہے اور ہم کرم کرتے رہے
اپنا اپنا کام دونو دم بدم کرتے رہے

منتشر جس کو وہاں اہل وطن کرتے گئے
ہم یہاں بیٹھے وہ شیرازہ بہم کرتے رہے

بس دعا دیتے رہے اہل وطن کو روز و شب
ہم سے جتنا ہو سکا اتنا تو ہم کرتے رہے

ہم تو اس رہ میں رہے سود و زیاں سے بے نیاز
لوگ ناداں تھے کہ فکر بیش و کم کرتے رہے

فتنہ گر گھولا کئے جو زہر، محمود الحسن[1]
برسرِ کوثر اس کو "شہدسم" کرتے رہے

حضرت ناہیدؔ کے شعروں سے ہم بھی عمر بھر!
دل کو خوش کرتے رہے آنکھوں کو نم کرتے رہے

(پرویز پروازی)

[1] [نوٹ]:۔ کوثر کلینک راولپنڈی کے سرجن، جنرل محمود الحسن صاحب اور منتظم عبدالمنان ناہید مدظلہم۔ "شہدسم" ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کے مجموعہ کلام کا نام ہے۔ یہ دونوں حضرات جماعت احمدیہ کے بزرگ شعراء میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو جاری رکھے۔ آمین۔ دونوں دوستوں کی یاد آگئی ہے تو دونوں شعر کے رستے ذہن میں در آئے۔ تم ہمیں بھول گئے ہو صاحب، ہم تمہیں یاد کیا کرتے ہیں۔ (پروازی)

دنیا میں دعا جیسی کوئی چیز نہیں

[سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ماہ رمضان المبارک کے متعلق فرمایا ہے کہ "یہ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ آپ نے اپنی متعدد تحریرات و فرمودات میں دعا کی حقیقت اور اس کے فلسفہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ذیل میں ہم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی تحریر فرمودہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حصہ پنجم سے ایک حصہ درج کر رہے ہیں جس میں آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے آئینہ میں آپ کی سیرت مبارکہ کو پیش فرمایا ہے اور اس ضمن میں آپ کی بعض دعائیں درج کی ہیں۔ ادارہ]

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن میں دعا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

بچپن بالآخر بچپن ہے وہ کسی بادشاہ کا ہو یا عام آدمی کا، تونگری کا ہو یا غریبی کا، مگر بچپن کے رجحانات آگے چل کر بطور ایک بیج کے ثابت ہوتے ہیں اور اسی لئے مثل مشہور ہے:

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

میں جب آپ کی سوانح حیات کے لئے مواد جمع کر رہا تھا۔ اور آپ کے بچپن کے حالات مختلف ذرائع سے معلوم کرتا رہتا تھا تو مجھ کو ایک عجیب اور مؤثر واقعہ کا پتہ لگا جس کو میں نے حیات احمد جلد اول کے صفحہ ۲۰۸ پر درج کیا ہے۔ میں نے اس واقعہ سے آپ کی دعاؤں پر فطرتی ایمان اور بچپن میں نماز کے لئے جوش کو ظاہر کیا ہے۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس واقعہ کے متعلق علم النفس کی روشنی میں جن تاثرات کا اظہار کیا ہے وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:

"مرزا صاحب کو اپنی بچپن کی عمر سے ہی اپنے والد صاحب کی زندگی میں ایک ایسا تلخ نمونہ دیکھنے کا موقعہ ملا کہ دنیا سے آپ کی طبیعت سرد ہو گئی اور جب آپ بہت ہی بچہ تھے تب بھی آپ کے سوانح نویس شیخ یعقوب علی صاحب آپ کے سوانح میں ایک عجیب واقعہ جو آپ کی نہایت بچپن کی عمر کے متعلق ہے تحریر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی بھی ہو گئی کہا کرتے تھے کہ: "نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے"۔

اس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے دل میں کیسے جذبات موجزن تھے اور آپ کی خواہشات کا مرکز کس طرح خدا ہی خدا ہو رہا تھا اور ساتھ ہی اس ذہانت کا پتہ چلتا ہے جو بچپن کی عمر سے آپ کے اندر پیدا ہو گئی تھی کیونکہ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی آپ تمام خواہشات کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ ہی کو سمجھتے تھے اور عبادت کی توفیق کا دینا بھی اسی پر موقوف جانتے تھے۔ نماز پڑھنے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ ہی کو جاننا اور پھر اس گھر میں پرورش پا کر جس کے چھوٹے بڑے دنیا کو ہی اپنا خدا سمجھ رہے تھے۔ ایک ایسی بات ہے جو سوائے کسی ایسے دل کے جو دنیا کی ملونی سے ہر طرح پاک ہو اور دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی تائید یافتہ ہو نہیں نکل سکتی"۔

(سیرت مسیح موعود از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اس سے یہ امر واضح اور روشن ہے کہ بچپن ہی سے آپ کو دعاؤں کے لئے جوش اور نماز کی طرف رغبت تھی اور نماز معراج المومن ہے اور الدعا مخ العبادۃ ہے۔ بچپن کی دعاؤں کے متعلق مجھے کوئی ایسا مواد نہیں مل سکا مگر اس فطرت کا اظہار ہی آپ کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا ایک ثبوت ہے اور یہ فطرتی جذبہ تھا جو بعد میں نشوونما پاتا رہا۔

عہد شباب کی دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عرف عام کے موافق عہد شباب آیا ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاکیزہ فطرت کو آغاز جوانی سے محفوظ کر دیا تھا۔ میرا مقصد یہاں آپ کے اس زمانہ بلوغت کے واقعات کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ آپ کی دعاؤں کے آئینہ میں آپ کی سیرت کو دکھانا ہے۔ میں اس زمانہ کا تعین آپ کے پہلے چالیس سال تک کا کرتا ہوں۔ ان ابتدائی ایام میں یعنی زمانہ بعثت سے پہلے آپ فارسی زبان میں عموماً نظم کہتے تھے۔ آپ کی فطرت میں خداداد ملکہ شعر تھا۔ خود حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم و مغفور بھی شعر کہتے تھے اور تحسین تخلص کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود اس عہد میں فرخ تخلص فرماتے تھے چنانچہ آپ کا ایک دیوان فرخ بھی تیار ہو گیا تھا۔ یہ دیوان خاکسار عرفانی کے مخطوطات قدسیہ میں محفوظ تھا۔ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ حضرت امیرالمومنین میری عیادت کو تشریف لائے اور میں نے وہ گراں بہا تحفہ آپ کی نذر کر دیا کہ وہ آپ ہی کے لئے سزاوار تھا۔ بعد میں آپ نے وہ نعمت عظمیٰ فخرالدین ملتانی (جس کا انجام افسوس ہے اچھا نہ ہوا اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے) کو طباعت کے لئے دے دیا اور در مکنون کے نام سے شائع ہوا۔ اس دیوان میں حضرت کی بعض دعاؤں کا نمونہ ہے اور یہ آپ کے عہد شباب کی دعائیں ہیں اور ان کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس رنگ میں رنگین تھے۔

اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات پر خطاب کرتے ہیں

(۱) من نہ پیچم سراز تو اے جاناں
دامن خود زدست من مرہان
(۲) من زمادر برائے توازدم
ہست عشقت غرض زایجادم
(۳) سوئے دیگر کسے مبیں بہ حضور
کہ دلدارم بس ہست غیور
(۴) دل بدنیائے دون چرا بندیم
مابیار عزیز خورسندیم
(۵) دلبر من تو ہستی اے جاناں
دل بتو بستہ ام ز ہر دو جہاں
(۶) من زمادر برائے تو زادم
ہست عشقت غرض ز ایجادم
(۷) دل زعشق کسے تپد مرا
اے مبارک کسے کہ دید مرا
(۸) روئے دلدار بر دل من تافت
دل من مقصد دو عالم یافت
(۹) برسر ہر صدی برون آید
آنکہ دلدار را ہمے شاید
(۱۰) عز خود گر دہی برائے نگار
عز خود زا بتو نہد دلدار
(۱۱) نفس را ہر کہ از میان انداخت
شب او روز گشت رہ بشناخت
(۱۲) تا بہ نفس خود اسیر ضلال
کشف راہ خدا مبذ خیال
(۱۳) ماہ تابان است صورت دلدار
نفس تو پیش ماہ چون دیوار
(۱۴) تامرا بر رخ تو سودائی است
از خلائق نہ غم نہ پروائی است
(۱۵) خلق در کاروبار خود ہوشیار
ما چومستان فتادہ بر در یار

(۱) اے میرے محبوب (مولا) میں آپ کے حضور سے سرتابی نہیں کروں گا اپنے دامن کو میرے ہاتھ سے نہ چھڑائیے۔
(۲) مجھے تو میری ماں نے آپ ہی کے لئے جنا ہے۔ میری پیدائش کی تو غرض ہی آپ کا عشق ہے۔
(۳) اے دل کسی اور طرف نظر نہ کر (یاد رکھ) کہ میرا محبوب بہت غیور ہے۔
(۴) دنیائے دوں پر ہم کس لئے دل لگائیں ہماری ساری خوشیوں کا (مرکز) تو یار عزیز ہے۔
(۵) اے میرے محبوب مولیٰ میرا دلبر تو تو ہی ہے میں نے دونوں جہانوں میں سے آپ ہی سے دل کو وابستہ کر لیا ہے۔
(۶) مجھے تو میری ماں نے آپ ہی کے لئے جنا ہے میری پیدائش کی تو غرض ہی آپ کا عشق ہے۔
(۷) میرا دل اللہ تعالیٰ ہی کے عشق میں تپتا ہے وہ شخص مبارک ہے جس نے مجھے دیکھا (نوٹ۔ یہاں کسے کا لفظ رکھ کر عظمت الٰہی کو بیان کیا ہے)۔
(۸) میرے محبوب نے مرے قلب پر چہرہ نمائی کی اور میرے دل نے دونوں جہاں کے مقاصد کو پا لیا۔
(۹) وہ وجود ہر صدی کے سر پر ظہور کرتا ہے جو محبوب مولیٰ کو پسند ہوتا ہے۔
(۱۰) اگر اس محبوب مولیٰ کے لئے تو اپنی عزت کو قربان کرتا ہے وہ محبوب اپنی عزت تیرے لئے عطا کرتا ہے۔
(۱۱) جس نے اپنے نفس کو اپنے اور مولیٰ کے تعلقات سے باہر نکال دیا اس کی رات دن سے بدل جاتی ہے اور وہ صراط مستقیم کو شناخت کر لیتا ہے۔
(۱۲) جب تک تو اپنے نفس کا اسیر ہے اللہ کے راستہ کے کھلنے کا خیال بھی نہ کر۔
(۱۳) محبوب کا چہرہ تو چاند کی طرح روشن ہے لیکن تیرا نفس اس چاند کے سامنے دیوار کی طرح روک ہے۔
(۱۴) جب سے مجھے آپ کے چہرہ کا عشق ہوا ہے میں مخلوق سے کسی قسم کا نہ غم رکھتا ہوں نہ اس کی پرواہ کرتا ہوں۔
(۱۵) دنیا کے لوگ اپنے کاروبار میں ہوشیار ہیں اور ہم تو مستوں کی طرح آستانہ حضرت احدیت پر پڑے ہوئے ہیں۔

ان اشعار پر پورے سکون اور اطمینان سے غور کرو یہ کلام ۱۸۶۰ء / ۱۸۶۲ء کا ہے اور یہ وہ وقت ہے جبکہ اپنی عمر کے ۲۵ / ۲۶ سال کے نوجوان تھے جس عہد شباب میں انسان کی امنگوں میں ہیجان اور دماغ میں ایک خاص قسم کا نشہ ہوتا ہے مگر حضرت فرخ کی طبیعت اور آپ کے دل و دماغ میں جن خیالات کا ہجوم ہے وہ دنیا اور اس کی کدورتوں سے پاک ہیں وہ اپنی پیدائش کی علت غائی صرف خدا ہی کا ہو جانا یا خدا ہی کو پانا یقین کرتے ہیں اور اس کے لئے آپ کا قلب بے چین ہے۔ پھر ان اشعار میں آپ ان قلبی وارداتوں کو طرف اشارہ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی محبت و عشق میں فنا ہو کر آپ کے قلب مطہر پر گزرتی ہیں صاف اعتراف و اظہار ہے کہ:

خدا تعالیٰ کی رویت آپ کو ہوئی ہے

اور اپنے مقام کا بھی لطیف پیرایہ میں شعور ہے جیسا کہ کہتے ہیں وہ شخص مبارک ہے جس نے مجھے دیکھا الحمد للہ، ثم الحمد للہ مجھے بھی یہ دولت نصیب ہوئی۔ "اللہم اجعلنی مبارکا این ماکون"۔

پھر اس کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس وقت بھی آپ کو ایک بصیرت دی گئی تھی کہ آپ اس صدی کے مجدد ہوں گے۔ غرض اس کلام میں آپ کے عہد شباب کی داستان موجود ہے ہاں ضرورت ہے قلب سلیم کی۔ "اللہم صل علیٰ محمد و علیٰ آلہ محمد و بارک و سلم"۔

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS
ABBA
CATERING SUPPLIES
081 574 8275 / 843 9797
1A Greenford Avenue, Southall, Middx UB1 2AA

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE, LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

حضرت مسیح موعودؑ کی پرانی دعاء

(یہ دعابھی ۶۱ - ۱۸۶۰ء کے زمانہ کی ہے)

(۱) آن خداوند برتر و پاک است
صنعتش مہر و ماہ و افلاک است
(۲) ہر رہ و کوچہ پرشداز اشرار
زندہ کن دین خویش دیگر بار
(۳) باز بنما بدین خود شوکت
با زبر ما نظر کن از رحمت
(۴) باز احیائے دین احمدؐ کن
مگس کفر از جہاں رو کن
(۵) کافر و کفر از جہان بردار
راحتے بخش از سگ و مردار
(۶) اے خداوند قادر و منان
جان من از بلاؤ غم برہان
(۷) تو غفوری و اکبر و امجد
ہست بخشائش برون از حد
(۸) کس شریک تو نیست در دو جہاں
بر دو عالم توئی خدائے یگاں
(۹) تو بزرگے و شان تست عظیم
تو وحیدی و پاک و فرد قدیم
(۱۰) اے خدا ہمتم بدین افزائی
کمر من بہ بند و رہ بکشائے
(۱۱) دل من رشک درد ناکان کن
سرمن خاک کوئے پاکان کن
(۱۲) دیدہ من بصدق روشن کن
ہمہ کارم بوجہ احسن کن
(۱۳) از وجود خودم برآرم چنان
کہ نماند تصرف شیطان
(۱۴) ہدم بنیاد خود پرستی کن
گم کن از خویش و ہستی کن
(۱۵) کششے دہ بوئے خود را نشان
کہ دمے ناید قرار ازان
(۱۶) دل من پاک کن زکبر و غرور
سینہ ام پر کن از خاطر نور
(۱۷) آن چنانم اسیر عشق خود بکن
کہ نماند زمن نہ شاخ و بن
(۱۸) شور مجنون بریز در جانم
مست و مجذوب خود بگردانم
(۱۹) آنکہ یکدم بجز تو ہوشش نیست
آنکہ بے تو زبان و گوشش نیست
(۲۰) آن بگردان مرا کسے چیزے نیست
قدر او نزد او پشیزے نیست
(۲۱) آنکہ او را بخلق کار نماند
باز کارش بروزگار نماند
(۲۲) دایم الحبس شود دران چاہے
نیائید از و برون گاہے
(۲۳) سیم و زرکن حقیر در نظرم
فقر کن مطلب بزرگ ترم
(۲۴) آنچنان بخش عقل حق جویم
کہ براہت بچشم و سر پویم
(۲۵) شور عشقت بریز در جانم
مست و مجذوب بگر دانم
(۲۶) ہمہ مدح و ثنائے تو خواہم
ہرچہ خواہم برائے تو خواہم
(۲۷) اے خداوند من گناہم بخش
سوئے درگاہ خویش راہم بخش
(۲۸) تامرا دل بہ تو حمد تو پیوست
از ہمہ کاروبار ہا بگسست

ترجمہ:

(۱) وہ اللہ تعالیٰ بزرگ و پاک ہے جس نے سورج چاند اور افلاک کو پیدا کیا۔

(۲) ہر راستہ اور کوچہ اشرار سے بھر گیا ہے اے خدا اپنے دین کو پھر زندہ کر۔

(۳) پھر اپنے دین کی شوکت کو ظاہر کر پھر رحم سے ہم پر نظر کرو۔

(۴) پھر دین احمد کو زندہ فرما دے، کفر کی مکھی کو دنیا سے دور فرماؤ۔

(۵) کفر و کافر کو دنیا سے اٹھا دو، کتے اور مردار کو دور کر کے راحت عطا کرو۔

(۶) اے خدائے قادر و منان میری جان کو دین کے اس غم سے نجات دے۔

(۷) تو غفور ہے اکبر ہے اور امجد ہے تیری بخشش کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۸) دونوں جہاں میں تیرا کوئی شریک نہیں تو ہی ایک واحد لاشریک خدا ہے۔

(۹) تو بزرگ ہے اور تیری شان عظیم ہے تو اکیلا ہے تو پاک ہے تو لاشریک ازلی ابدی خدا ہے۔

(۱۰) اے خدا ترقی دین کے لئے میری ہمت کو بڑھا تو اس کے لئے میری کمر کو مضبوط کر اور میری رہنمائی فرما۔

(۱۱) میرے دل میں اس قدر درد دین کے لئے پیدا کر دے کہ بڑے بڑے دکھی دل بھی اس پر رشک کریں اور پاک لوگوں کے کوچہ کی خاک میرا سر ہو۔

(۱۲) میری آنکھوں میں صداقت کی روشنی بخش میرے تمام کاموں کو ایسے طور پر سرانجام دے کہ ان میں حسن پیدا ہو۔

(۱۳) اپنے نفسانی وجود سے مجھے اس طرح پر نکال دے کہ شیطان کا تصرف اس پر نہ رہے۔

(۱۴) میرے اندر سے خود پرستی کی بنیاد کو گرا دے مجھے اپنے نفس سے گم کر اور اپنی ہستی میں زندگی بخش۔

(۱۵) میرے اندر ایک ایسی کشش پیدا کر دے کہ وہ تیری محبت کی بو کا نشان پالے اور پھر اس کے بغیر ایک دم بھی مجھے آرام نہ ملے۔

(۱۶) مرے دل کو کبر اور غرور سے پاک کر اور مرے سینہ کو اپنے نور سے منور کر دے۔

(۱۷) اپنے عشق میں مجھے ایسا اسیر کر کہ اس کے سوا میری کوئی شاخ و جڑ نہ ہو۔

(۱۸) میری جان میں مجنوں کا شور پیدا کر اور اپنا ہی مجذوب اور مست بنا لے۔

(۱۹) میری ایسی حالت ہو جاوے کہ تیرے بغیر ایک دم بھی مجھے ہوش نہ ہو اور تیرے بغیر میری زبان سے نہ کچھ نکلے اور نہ میرے کان کچھ سنیں۔

(۲۰) میری حالت ایسی ہو جائے کہ میں کسی کو کچھ نہ سمجھوں اور اس کی قیمت ایک کوڑی نہ ہو۔

(۲۱) ہاں مجھے ایسا بنا دے کہ دنیا سے کوئی کام ہی نہ رہے دنیا کیا زمانہ سے بھی کوئی کام نہ رہے۔

(۲۲) میں تیری محبت کے چاہ میں ایسا اسیر ہو جاؤں کہ پھر اس سے کبھی باہر نہ نکل سکوں۔

(۲۳) سیم و زر میری نظر میں حقیر کر دے، میرا سب سے عظیم تر مقصد فقر کر دے۔

(۲۴) مجھ کو وہ عقل عطا فرما جو حق جو ہو اور تیرے راستہ میں بسرو چشم آوں۔

(۲۵) میری جان میں اپنے عشق کی نمک ریزی فرما اور اس محبت میں مجھے مست و مجذوب کر دے۔

(۲۶) میری خواہشوں کا منتہا تیری مدح و ثنا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ میری جو بھی خواہش ہے وہ تیری رضا ہی کے لئے ہے۔

(۲۷) اے میرے اللہ میرے گناہ بخش اپنی درگاہ کی طرف میری رہنمائی فرما۔

(۲۸) جب سے میرا دل آپ سے اور آپ کی محبت میں محو ہو گیا ہے دنیا اور اس کے ہر قسم کے کاروبار کو چھوڑ دیا۔

ان اشعار میں جو ایام شباب کے جذبات کے مظہر ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبل از بعثت کی زندگی کے اسرار پنہاں ہیں وہ اپنی تنہائی اور خلوت کی ساعتوں میں اپنے رب کریم کو مخاطب کرتے ہیں اور اپنی دعاؤں میں دنیا اور اس کے مالوفات کیو کوئی خواہش نہیں کرتے اپنی راحت و آسائش کے طالب نہیں بلکہ آپ کی دعا کا مرکزی نقطہ

حضرت احدیت کی محبت و عشق ہے

اور اس کے بعد جس چیز کی زبردست خواہش آپ کے دل میں ہے وہ دین احمدؐ کے احیاء کا زبردست جذبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو کفر و شرک سے نجات دے اور اپنی ذات کے لئے اخلاق فاضلہ کی دعا ہے کہ کبر و غرور سے پاک کر دے اور میرے سینہ کو اپنے نور سے منور کر دے۔ یہ اسی قسم کی دعا ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے کہ اے اللہ میری آنکھ میں نور پیدا کر دے، میرے قلب میں نور رکھ دے۔

یہ باتیں تکلف سے کسی دل سے نہیں نکل سکتی ہیں۔ کوئی دوسرا ان باتوں کو سنتا نہیں یہ آپ کے قلب کے مخفی در مخفی گوشوں میں پیدا ہونے والی آواز ہے دنیا کا کوئی انسان اسے جانتا نہیں تھا۔ آپ ان تنہائی کی ساعتوں میں اپنے رب سے جو کچھ بھی مانگتے ہیں وہ اصلاح نفس، عشق ربانی اور احیائے دین احمدؐ کا جذبہ ہے۔ یہ چیز آپکی فطرت میں تھی اور خدا تعالیٰ آپ سے اس قسم کی دعائیں خود کراتا تھا۔ اس لئے کہ آپ خود احیاء دین احمدؐ کے لئے مبعوث ہونے والے تھے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی اس لئے آپ کی فطرت میں یہ جوش پیدا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ جو مجیب الدعوات ہے اور جس نے مضطر کی دعاؤں کو قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان دعاؤں کو کیوں قبول نہ فرماتا اور غور کیا جائے تو یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن پاک وجودوں کو اصلاح خلق کے لئے برگزیدہ فرماتا ہے اس مقصد کے لئے ان کی فطرت میں ایک خاص جوش اور جذبہ رکھ دیتا ہے اور وہ اپنی بعثت سے قبل دنیا کی حالت زار کو دیکھ کر بے انتہا دعائیں کرتے ہیں اور وہ دعائیں ہی خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لاتی ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت بھی قبل از بعثت یہی تھی جیسا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی تجلیات اور اعجاز

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب و غریب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔

"اللہم صل وسلم وبارک علیہ و آلہ بقدر ھمہ وغمہ و حزنہ لہذہ الامۃ و انزل علیہ انوار رحمتک الی الابد"۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰، ۱۱)

نور محمدیؐ کے ظہور کے لئے دعائیں

اسی طرح پر دنیا کی حالت کو دیکھتے ہوئے آپ کا جگر پانی پانی ہو جاتا تھا اور بجز دعاؤں کے آپ کا کام نہ تھا۔ ان دعاؤں کے آثار اور نشان کہیں کہیں ملتے ہیں چنانچہ ایک مکتوب میں پہلے دنیا کی حالت کا مختصر نقشہ کھینچا ہے اور اس پر اظہار افسوس کیا ہے کہ لوگوں کے دلوں پر حب دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے اور غفلت کی سخت تاریکیوں نے اکثر لوگوں کی اصلیت کے سمجھنے سے محروم کر رکھا ہے اور پھر فرماتے ہیں۔

"اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلاویں"۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول مکتوب نمبر ۴، بنام میر عباس علی صاحب، محررہ ۹ فروری ۱۸۸۳ء)

باقی صفحہ نمبر (۱۳) پر ملاحظہ فرمائیں

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip Road, Greenford
Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

IMPORTERS & EXPORTERS
OF
READY MADE
GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

خطبہ جمعہ

ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگرام انتہائی ضروری دینی تربیت کے پروگرام ہیں، علمی تربیت کے پروگرام ہیں اور آپ کے دماغ کو روشن کریں گے۔ ان پروگراموں کا ذوق اگر نہیں ہے تو پیدا کریں

[مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے لئے متنوع، دلچسپ اور مفید پروگراموں کی تیاری کے متعلق تفصیلی ہدایات]

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲۳ فتح ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

الحمد للہ کہ ۱۹۹۴ء کا سال بہت سی برکتیں جماعت کے لئے لے کر آیا اور بہت سی دائمی برکتیں پیچھے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اب ایک ہفتہ تقریباً باقی ہے۔ تیس دسمبر کو انشاء اللہ اس سال کا آخری جمعہ ہم ادا کریں گے اور پھر آئندہ سال میں داخل ہوں گے اس دوران دو اور بھی اہم پروگرام ہیں یعنی قادیان کے سالانہ جلسے کا افتتاح اور اس کی اختتامی تقریبات لندن میں بھی منعقد کی جائیں گی اور عالمی پروگراموں کے ذریعے، M.T.A. کے ذریعہ تمام عالم میں یہ نشر ہوں گی۔ پس اس پہلو سے یہ بھی دو بہت اہم جلسے ہیں جو انہی آخری ایام میں واقع ہوئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ احباب جماعت گزشتہ سال کے حالات پر جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی غور و فکر کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے اور بہتر کی دعائیں مانگتے ہوئے یہ آخری ایام صرف کریں گے۔

بہت سے واقعات ہوتے ہیں جن میں انسان کو ایک نیکی کی توفیق مل سکتی ہے مگر بعض عارضی روکیں پیدا ہو کر اگرچہ اس شخص کے نیکی کے مزاج کو نہیں بدلتیں مگر اس اہم نیکی سے محروم ضرور کر دیتی ہیں اور ایسے کئی واقعات انسان کی زندگی میں ہوتے رہتے ہیں اور ان سے انسان کو سبق بھی سیکھنا چاہئے اور پھر کچھ کچھ کمزوریاں واقع ہو جاتی ہیں، کچھ غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، کچھ حقوق کے معاملے میں بے احتیاطی ہوتی ہے یا حق تلفی ہو جاتی ہے یا جیسا کہ اللہ چاہتا ہے حق ادا نہیں کئے جاتے۔ کئی اختلافات کو ہوا دے کر معاملات کو بگاڑ دیا جاتا ہے، گھریلو ماحول کو گندہ کرنے کے لئے کئی قسم کی غلطیاں ہیں جو بعض دفعہ دیر پا بد اثرات پیچھے چھوڑ جاتی ہیں تو ہمیں یہ وقت اس تجزیہ میں بھی صرف کرنا چاہئے اور ان دعاؤں میں بھی کہ اے خدا اس سال کی نیکیاں تو باقی رہیں اور ہمیشہ جاری رہیں۔ اس کی برکتیں تو کبھی ختم نہ ہوں لیکن وہ تکلیف دہ چیزیں جو انسان اپنے اعمال سے خود اپنے لئے پیدا کرتا ہے وہ اس سال کے اختتام سے پہلے ہی ختم ہو جائیں اور آئندہ جماعت کو ان ٹھوکروں سے اللہ تعالیٰ بچائے رکھے۔ تو یہ دعائیں خصوصیت سے اس عرصے میں کریں اور باقی تفصیلی باتیں جو آئندہ سال کے متعلق ہدایات ہیں یا کچھ اور باتیں اس سال سے تعلق میں کرنے والی ہوں گی وہ میں انشاء اللہ اس سال کے آخری خطبہ تیس دسمبر کو کروں گا۔

ایک مضمون میں نے گزشتہ جمعہ کے روز شروع کیا تھا، ایم۔ ٹی۔ اے۔ سے متعلق جماعت کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلانا۔ یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اور بہت سے پہلو ایسے ہیں جو تشنہ ہیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ آج بھی اسی موضوع پر گفتگو کروں وجہ یہ ہے کہ آئندہ سال جو آنے والا ہے اس میں مختلف ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے علاقائی پروگراموں میں وقت کے لحاظ سے بھی تبدیلیاں ہوں گی اور پروگراموں کے لحاظ سے بھی ان کو بہتر بنانے کی ایک عالمی کوشش ہے جو ہم شروع کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں کمیٹیاں قائم ہیں وہ غور کر رہی ہیں، محنت کر رہی ہیں، ان کے ساتھ میرے بھی اجلاسات ہو رہے ہیں لیکن کچھ ایسے معاملات ہیں جن کو اس ملک میں بیٹھے بیٹھے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ ان کا تعلق مختلف ممالک سے ہے۔ اور ایسے معاملات بھی ہیں جن کا یہاں بیٹھے ہوئے براہ راست مرکز کے لئے سرانجام دینا ممکن نہیں ہو سکتا یعنی وہ مرکزی کارکن جن کے سپرد تمام دنیا کے انتظامات ہیں اور جو اس سلسلے میں بہت محنت کر رہے ہیں ان کے لئے ممکن نہیں کہ ملکی ضروریات میں بھی وہی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اس لئے بہت سی ایسی باتیں ہیں جن میں یو۔ کے۔ جماعت کو بحیثیت یو۔ کے۔ جماعت کے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہونگی۔ جب کہا جاتا ہے تو بعض دفعہ وہ کہتے ہیں کہ اتنے پیسے مہیا کر دئے جائیں، ہم اپنی الگ ٹیم بنائیں، اپنا الگ سٹوڈیو بنائیں، اس پر اتنے پیسے کی ضرورت پڑے گی۔ یہ یونہی غلط سوچیں ہیں۔ سٹوڈیوز بنے ہوئے ہیں، سامان موجود ہیں، آپس میں مومنانہ تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ اپنی ٹیمیں بنائیں، کارکن بنائیں، ان کو تربیت دینے میں بھی مرکزی منتظمین حتی المقدور تعاون کریں گے تو معمولی خرچ جو اٹھتے ہیں وہ تو ہر ملک خود ذمہ دار ہوتا ہے اور ہر ملک پہلے ہی کر رہا ہے۔

تو ایک تو ان پروگراموں کے سلسلے میں یہ عادت پیدا کریں کہ ہر بات جو نیک نصیحت کی جائے اس میں ہاتھ نہ آگے بڑھائیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہم سب کے ہاتھ ایک ہی ہیں یہاں دینے اور لینے والے ہاتھ کا اس طرح فرق نہیں ہے مگر وہ ذمہ داریاں جو ملکی سطح پر سرانجام دی جا سکتی ہیں ان کا بوجھ مرکز پہ نہ ڈالنا جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت بڑی بڑی عالمی ذمہ داریاں جن میں آپ کے ملک کی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں، پہلے ہی بہت ہیں۔ اس پہلو سے کوشش کریں کہ مرکز کا بوجھ چندوں کی ادائیگی کے ذریعے تو آپ بٹا ہی رہے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ لیکن ان کے اخراجات میں ایسے سلیقے سے کام لیں کہ بہت سے اخراجات جو آپ وہاں پورے کر سکتے ہیں، وہیں پورے کریں اور جو عالمی ضرورتیں ہیں ان میں حصہ لیں۔ آپ کا اجر یہ ہوگا کہ سارے عالم میں جو محنت ہوگی آپ بھی اس سے حصہ پائیں گے، اس کا فیض آپ کو بھی نصیب ہوگا۔ تو یہ جو اجتماعی کوششیں ہیں یہ کلوا جمیعا کی سی حیثیت رکھتی ہیں، سب اپنا اپنا کھانا لے کر آتے ہیں اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس میں بہت تنوع پیدا ہو جاتا ہے اور دعوت سج جاتی ہے اور اچھے محبت کے ماحول میں ایسے کام ہوتے ہیں جو ویسے اگر کئے جائیں اجتماعی طور پر تو بہت خرچ چاہیں گے، بہت سے انتظامی تقاضے کریں گے اور اتنی بعض دفعہ کسی جماعت میں صلاحیت نہیں ہوتی کہ اکٹھے یہ سارے کام کر سکے مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کلوا جمیعا میں اللہ کے فضل سے بہت سی برکتیں ہیں۔ تو یہ بھی ایک دسترخوان ہے اور عالمی دسترخوان ہے نعمتوں کا جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے بچھایا ہے اور آپ ڈشوں میں اس کو اتارتے ہیں اور اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس پہلو سے سب نے کلوا جمیعا کرنا ہے اس کلوا جمیعا کے سلسلے میں کچھ ہدایات میں نے آپ کو گزشتہ خطبے میں دی تھیں کچھ میں اب وہ ہدایات دوں گا۔

لیکن اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے میری نظر پڑی ہے یادداشت پر۔ آج جماعت احمدیہ نائجیریا کا بھی جلسہ سالانہ ۲۳ دسمبر سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ حسن سنموNو صاحب نئے امیر جو ہیں نائجیریا کے ان کی امارت میں پہلا جلسہ سالانہ ہے نائجیریا کا اور جب سے وہ امیر بنے ہیں، ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا، لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ پہلے بھی بے حد مخلص اور فدائی کارکن تھے اور بہت سلیقے والے اور دماغی صلاحیتوں کے لحاظ سے بہت متوازن اور اب جب کہ امارت سنبھالی ہے وہ دن رات نظام جماعت کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یعنی نظام میں تبدیلیاں لا کر نہیں بلکہ نظام پر عمل پیرا ہو کر اور عمل کروا کر۔ جو وہاں نظام جاری ہے اس میں ان کے آنے کے بعد نمایاں طور پر اچھے رجحانات دکھائی دے رہے ہیں تو عالمی طور پر ان کی دعاؤں کے ذریعہ مدد کرنی چاہئے۔

نائجیریا کی جماعت میں جتنی صلاحیتیں ہیں اب تک وہ بروئے کار نہیں لائی گئیں اور ویسے یہ جماعت اللہ کے فضل کے ساتھ بہت بڑی صلاحیتوں کی مالک ہے۔ ہر طبقہ فکر کی نمائندگی اس میں ہے اور جماعت سے لوگ گہرا اخلاص رکھتے ہیں اگرچہ عدم تربیت کے نتیجہ میں بعض دفعہ بعض نقصانات بھی پہنچے مثلاً بعض جماعتیں ایسی ہیں جو جماعت احمدیہ میں سے نکلی ہیں اور پھر الگ جماعتیں بنیں۔ لیکن جہاں تک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی وفاداری کا تعلق ہے وہ یہ حال ہے کہ الگ ہونے کے باوجود جو انتظامی مسائل کی وجہ سے الگ ہوئی تھیں، اپنی لاعلمی کہ کس موقع پر کیا کرنا چاہئے بدقسمتی سے اس وقت ان کو براہ راست خلیفہ وقت کی نگرانی حاصل نہیں تھی

واسطے بیچ میں تھے اس لئے نہ صحیح صورتحال خلیفہ وقت تک پہنچتی تھی اور نہ خلیفہ وقت کا منشاء ان پر پوری طرح روشن کیا جارہا تھا وہ الگ ہو گئیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا کا تعلق قائم رکھا۔ آپ کے تمام عقائد پر ایمان لاتی رہیں اور یہ بھی نہیں کہ لاہوریوں کی طرح کوئی نیا عقیدہ گھڑ لیا ہو۔ صرف انتظامی علیحدگی ہوئی ہے اور اس سے ان کو بھی نقصان پہنچا اور جماعت کو بھی نقصان پہنچا لیکن جب میں نائجیریا گیا تھا تو ایسی جگہوں پہ گیا ہوں ان کے جو بھی اس وقت امیر تھے انہوں نے بڑے اصرار سے دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سب کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق میں اور آپ کے ایمان میں پوری طرح مستعد پایا۔ تو یہ صلاحیتیں میں گنوا رہا ہوں اگرچہ مثال دے رہا ہوں ایک نقصان کی، لیکن بتانا چاہتا ہوں کہ اتنے بڑے نقصان کے باوجود ان کا احمدیت سے وفا کرنا بتاتا ہے کہ جو کچھ کر رہے ہیں سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں۔ احمدیت کو قبول کرتے ہیں تو پورے شرح صدر کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور پھر کسی قسم کے ابتلاء ان کو احمدیت کے دائرے سے باہر نہیں پھینک سکتے۔ یہ لوگ خاص دعاؤں کے محتاج ہیں۔

جماعت کو میں پھر متوجہ کرتا ہوں کہ زیادہ سنجیدگی سے ہر ملک کے صدر مقام میں ایسی ٹیمیں بنانی چاہئیں اور الگ ایک محکمہ بنایا جائے۔ شعبہ اشاعت کے تابع یا جو بھی شعبہ اس کے قریب تر ہو اس کے تابع بنایا جائے اور ان کی امیر نگرانی کرے اور ان سے پروگرام بنوا کر دیکھے کہ واقعتہً کام آگے بڑھ رہا ہے کہ نہیں۔

افریقہ کے بہت سے ممالک اس طرح بیدار ہو چکے ہیں کہ اب وہ دندناتے ہوئے شیروں کی طرح بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور نائجیریا اس پہلو سے پیچھے ہے۔ پس نائجیریا کی جماعت کے لئے خصوصیت سے آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہ وہ ملک ہے جسے مغربی افریقہ میں ایک غیر معمولی حیثیت حاصل ہے بدنصیبی سے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کی وجہ سے خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور دولتوں کے باوجود یہ ملک تیزی سے بدحالی کی طرف جارہا ہے اور ان کا روپیہ جو بہت عرصے تک باقاعدہ اپنے مقام پر ٹھہرا رہا مثلاً ایک پاؤنڈ میں بارہ چودہ نیرے ہوا کرتے تھے، آٹھ سے لے کر بارہ چودہ تک تو مجھے یاد ہے، لیکن اونچ نیچ ہوتا رہا مگر وہ گرا نہیں ہے اب کچھ ایسی آفات پڑی ہیں کہ تیزی کے ساتھ یہ نیرے بھی گر رہا ہے اور دن بدن مہنگائی بڑھتی چلی جارہی ہے، ملک میں تیل کی افراط ہے اور بہت دولت ہے لیکن جاتی کہاں ہے، کچھ سمجھ نہیں آ رہی کسی کو۔ تو اس لحاظ سے یہ ملک بھی دعاؤں کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی اور انہیں مسائل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور دیانت داری سے ان کو حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی ثابت قدم اور متوازن اور مضبوط قدموں سے آگے بڑھنے والی جماعت ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ان کے امیر ہبۃ النور صاحب کو یہ مبارک ہو کہ انہوں نے بہت عمدگی کے ساتھ تبلیغ میں بھی جماعت کے قدم کو آگے بڑھایا ہے اور ساری ٹیمیں مل کر بڑی وفاداری کے ساتھ جماعت کی خدمت کر رہی ہیں، نئے نئے ایسے امکانات وہاں پیدا ہو رہے ہیں کہ جماعت جو سینکڑوں کے چکر میں تھی اب ہزاروں میں داخل ہو جائے تو اس لئے ان کے لئے بھی بہت دعا کی ضرورت ہے۔

واقعہ شہادت آپ نے سن لیا ہے اس کے متعلق میں سر دست صرف اتنا کہوں گا کہ سندھ میں اس دور میں جو ۱۹۸۴ء کے بعد شروع ہوا انفرادی طور پر احمدیوں کو شہید کرنے کے جو واقعات ہیں یہ مسلسل منظم سازش کے نتیجہ میں ہیں۔ یہ ویسے واقعات نہیں ہیں جو ۱۹۵۳ء میں رونما ہوئے کہ علماء نے ہر طرف نفرتوں کے بیج بو دئے اور دشمنیاں ہوئیں اور بھڑکیں۔ نہ ویسے واقعات ہیں جو ۱۹۷۴ء میں رونما ہوئے وہ بھی ایک اجتماعی سازش کے نتیجے میں تھے لیکن جب عوام مشتعل ہوئے ہیں تو وہ قتل جو احمدیوں کے ہوئے ہیں وہ باقاعدہ انفرادی طور پر سازش کا نتیجہ نہیں تھے۔ بھڑکے ہوئے عوام گلیوں میں آئے ہیں، قتل و غارت ہوا ہے، گھر جلائے گئے، بچے مارے گئے، بوڑھے مارے گئے، عورتیں شہید ہوئیں، لیکن ہنگامی واقعات تھے اگرچہ ہنگامے منظم طور پر شروع کئے گئے اور پھر ان کو باقاعدہ اس طریق پر آگے بڑھایا گیا لیکن یہ جو واقعات ہیں یہ Cold Blooded Murders ہیں۔ جن میں سب کو علم ہے تمام حکومت کے کارندوں کو علم ہے کہ کون بدبخت مولوی ہے جو ایسی سکیمیں بناتا ہے، کس طرح وہ غنڈے بھیجتا ہے، کرائے کے پالتو غنڈے ہوں یا قاتل ہوں جو باہر سے لائے گئے ہوں ان سب کے متعلق سب کو علم ہے اور چونکہ حکومت اس بارے میں قطعاً کسی قسم کا اقدام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ مخلص پولیس کے یا بعض دفعہ فوج کے کارکنان جو ایسے موقع پر بیچ میں ملوث ہوئے ہیں اور انہوں نے غیر معمولی ہمدردی کے ساتھ احمدیوں کے مظلوموں کی تائید کرنے کی کوشش کی ہے کچھ دن کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے کہ ہم مجبور ہیں اوپر سے ہم پر دباؤ آ گیا ہے۔ تو یہ ایک ایسی منظم سازش ہے جس میں قوم شامل ہے یعنی حکومت اور مسلسل چلی آ رہی ہے۔ اس لئے اس کا وبال بھی پھر قومی ہوا کرتا ہے اور سندھ میں جو بے شمار آفتیں نازل ہوئی ہیں اور ہوتی چلی جارہی ہیں اور زندگی کی حرمت اٹھ گئی ہے، انسانیت کی حرمت اٹھ گئی ہے، بچے بوڑھوں، عورتوں میں فرق باقی نہیں رہا۔ ایک قیامت برپا ہے اور ساری قوم دہائی دے رہی ہے اور اس کا کچھ نہیں بن رہا۔ یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے ایک مسلسل منظم طور پر معصوموں کے اوپر ظلم کرنے کا اور ظلم کے خلاف اگر دل میں کراہت بھی پیدا ہوتی ہے تو چونکہ قومی طور پر ایک منظم سازش ہوتی ہے اس لئے کسی کو جرات نہیں ہوتی کہ وہ اس آواز کو بلند کرے یا کسی طرح بھی اس کی مدد کرے۔ جتنے قتل ہوئے ہیں ان سب کے قاتلوں کا سب کو علم ہے لیکن کوئی کاروائی نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ایسے قاتل بڑے مزے سے پھرتے ہیں، دندناتے پھرتے ہیں اور چونکہ ان کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ کی پالیسی تو نہیں کہنا چاہئے جماعت احمدیہ کی تعلیم یہ ہے کہ خدا کی ہر تعلیم کی یہ کاربند جماعت ہے کہ جہاں ایک ملک میں منظم قانون جاری ہے تمہیں قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس معاملے میں بالکل مجبور اور بے کس بیٹھی ہے لیکن ہمارا خدا مجبور اور بے کس نہیں ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کیوں اور کب تک ان لوگوں کو اس طرح چھٹی ملے گی۔ چھٹی اس قسم کی تو نہیں ہے جیسے عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قاتل مجرم پوری طرح اپنے جرم کی پاداش سے الگ رہیں اور ان پر کوئی سزا وارد نہ ہو۔ چونکہ قومی جرم ہے اس لئے قومی سزا تو ہمارے سامنے اتر رہی ہے آسمان سے اور زمین بھی ابل رہی ہے لیکن پیشتر اس کے کہ وہ وقت آئے جبکہ نوح کی قوم کی سزا کی طرح آسمان سے بھی سزائیں برسی تھیں اور زمین سے بھی اس زور اور شدت کے ساتھ پھوٹی تھیں کہ ساری قوم ان سزاؤں میں غرق ہو گئی تھی۔ میں ساری قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ ان حالات کو سمجھیں اور غور کریں۔ جو بدبخت قاتل اور ان کے سرغنے ہیں ان کو پکڑیں اور حکومت کو یہ واضح طور پر ان سب کو بتا دینا چاہئے کہ آج کے بعد ہم اس خباثت کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر حکومت ایسا کرے اور اپنے کارندوں ہی کو یہ پیغام دے دے تو ناممکن ہے کہ اگلا قتل ہو سکے۔ کیونکہ سارے لوگ نظر میں ہیں اور پتہ ہے سب کو کون لوگ ہیں اس لئے پھر پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔ تو اتنی بات میں عرض کروں گا۔

جہاں تک شہید کا تعلق ہے اس کے خاندان کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی بارہا عرض کیا ہے کہ یہ عظیم سعادتیں ہیں جن کے ساتھ کانٹے بھی لگے ہوتے ہیں۔ کانٹوں کے دکھ تو کچھ عرصے بعد مندمل ہو کر ختم ہو جائیں گے یعنی زخم مندمل ہوں گے تو وہ دکھ دور ہو جائیں گے لیکن یہ سعادتیں ہمیشہ ہمیش کی سعادتیں ہیں اور سندھ پر بھی احمدیت کے حق میں یہ رحمتوں کی بارشیں بن کر برسیں گی اور ساری دنیا میں بھی جماعت ان سے استفادہ کرے گی تو شہادت کا مضمون بڑا ہی مشکل مضمون ہے جس کا بیان کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو عظیم حوصلہ تھا وہی علاج ہے مگر وہ حوصلہ سب کو نصیب نہیں ہوتا اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں اس حوصلے سے ملتا جلتا کچھ حوصلہ عطا کرے تا کہ جانتے ہوئے کہ خدا کی تقدیر کے تابع ہو رہا ہے اور اس کے پس پردہ بہت عظیم رحمتیں چھپی ہوئی ہیں جن کو بارہا ہم دیکھ بھی چکے ہیں پھر بھی ہمیں جب کانٹے چبھتے ہیں تو بعض دفعہ حوصلہ جواب دینے لگتا ہے تو دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ جماعت کے حوصلے کو بھی وسعت فرمائے اور جماعت کے صبر کو استقامت بخشے۔

اب ٹیلی ویژن کے متعلق جو میں نے آپ سے گزارش کی تھی اس کے متعلق کچھ نوٹس میں نے آنے سے پہلے چند منٹ میں لکھے تھے تا کہ کوئی بات رہ نہ جائے مگر ڈر ہے کہ رہ جائے گی کیونکہ بہت سا وقت تو تمہیدی باتوں میں خرچ ہو چکا ہے۔

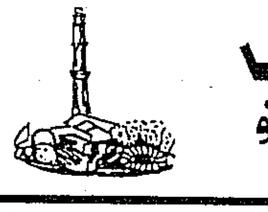
اکمل
کی مٹھائی ہو تو
بات ہی کچھ اور ہے
AKMAL SWEET CENTER & FAST FOOD
ELBESTR. 22 · TEL. (069) 23 31 80 / 23 48 47
60329 FRANKFURT AM MAIN

پہلی بات تو یہ ہے کہ عالمی طور پر جو توقعات تھیں گو جماعتیں بڑے بڑے ملک خصوصیت سے پروگرام بنانے میں مدد کریں گے وہ ابھی تک توقعات پوری نہیں ہوئیں یہاں تک کہ پاکستان میں مرکز کو بھی میں نے واضح ہدایات دی تھیں کہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ جو پاکستان میں بارہ گھنٹے کا پروگرام ہے اس میں آپ ان خطوط پر کام کر کے چند گھنٹے کا بوجھ تو اٹھائیں جب کہ آپ کا پاس مستقل عملے موجود ہیں، ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں لیکن پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ عام طور پر تو اللہ کے فضل سے وہ بڑی مستعدی سے لبیک کہتے ہیں مگر اس معاملے میں بہت غفلت دکھائی گئی ہے اور ابھی تک روزمرہ کے ایک گھنٹے کا پروگرام بھی ان کی طرف سے نہیں آسکا۔ ہفتے میں بھی ایک گھنٹے کا آجائے تو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور یہ سارا بوجھ جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے جسوال برادران نے ایک حصے کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور باقی ہمارے انگلستان کے خاص طور پر لندن کے مخلص نوجوان جو یا طالب علم ہیں یا اپنا کوئی کام کر رہے ہیں انہوں نے رفیق حیات صاحب کی قیادت میں یہ بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اور کچھ بچیاں ہیں وہ بھی سکول کی عمر سے لے کر کالج کی عمر اور پھر گھر کے کام کاج کرنے والی خواتین اور بڑی وفاداری کے ساتھ، بڑی ہمت کے ساتھ، بڑی محنت کے ساتھ یہ عظیم ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن جو ملتا ہے وہ صرف یہ کہ فلاں نقص رہ گیا، فلاں نقص رہ گیا، فلاں نقص رہ گیا، فلاں نقص رہ گیا۔ اس کا بھی کوئی حرج نہیں اس میں بعض دفعہ صحیح طور پر متوجہ کیا جاتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا کہ ہم نقص دور کر کے تمہیں دکھاتے ہیں کہ ایسے نقص دور کیا جاتا ہے، وہ آوازیں دے رہا ہوں میں اور ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں آ رہا۔

> **نائجیریا کی جماعت اللہ کے فضل سے بہت ہی بڑی صلاحیتوں کی مالک ہے۔ ہر طبقہ فکر کی نمائندگی اس میں ہے اور جماعت سے لوگ گہرا اخلاص رکھتے ہیں**

تو جماعت کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ زیادہ سنجیدگی سے ہر ملک کے صدر مقام میں ایسی ٹیمیں بنانی چاہئیں اور الگ ایک محکمہ بنایا جائے، شعبہ اشاعت کے تابع یا جو بھی شعبہ اس کے قریب تر ہو اس کے تابع بنایا جائے اور ان کی امیر نگرانی کرے اور ان سے پروگرام بنوا کر دیکھے کہ واقعتہً کام آگے بڑھ رہا ہے کہ نہیں۔ اب اس پروگرام کے نہ ہونے کی وجہ سے جو جنوری میں ہمارا نیا پروگرام چلنا تھا وہ کم سے کم ایک ہفتہ اس میں تاخیر کرنی پڑی ہے کیونکہ جس قسم کے تعاون کی ضرورت تھی وہ ابھی حاصل نہیں ہو سکا۔ میں جانتا ہوں اس میں بہت سی دقتیں ہیں۔ یہ میں جانتا ہوں کہ یہ اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں میں لاعلمی کی وجہ سے ہے۔ اول تو توقعات بہت اونچی کر دی جاتی ہیں حالانکہ بارہا کہہ چکا ہوں کہ معیار اونچا کرنے کی کوشش اچھی بات ہے لیکن ہونا نہ ہونے سے بہرحال بہتر ہے۔ اس لئے ہاتھ توڑ کے بیٹھ جائیں اور یہ کہ ہمارے پاس اعلیٰ مشینیں نہیں ہیں، ہم نے ابھی تک ٹریننگ حاصل نہیں کی، ہمارے پاس اچھے لکھنے والے نہیں ہیں اور وہ قیمتی سامان نہیں ہے جن کے ساتھ ٹیلی ویژن کے پروگرام سجتے ہیں، یہ باتیں درست نہیں ہیں، سوچیں ہی غلط ہیں۔ جو توفیق ہے اس کے مطابق کچھ بنائیں اور اتنا بنائیں کہ اس میں سے ہم پھر یہاں چن کر نئے پروگرام بنا سکتے ہوں۔ لیکن جو پروگرام جرمنی میں بنتے ہیں یا ناروے میں بنتے ہیں یا جاپان میں بنتے ہیں یا پاکستان کے مختلف حصوں میں یا ہندوستان یا افریقہ میں وہ تو وہیں بن سکتے ہیں یہاں تو نہیں بن سکتے اور وجہ اس کی یہ ہے میں بتاتا ہوں مثلاً ہمیں جو مرکزی تعلیمی پروگرام ہے وہ تو بہرحال جاری رکھنے ہونگے اس کا بڑا بوجھ یہیں رہے گا کیونکہ مجبوری یہ ہے کہ مجھے اپنی نگرانی میں وہ کرنے پڑیں گے اور جب تک وہ ایک مکمل کورس کی شکل اختیار نہ کر چکے ہوں اس وقت تک ان کا لازماً یہاں میری نگرانی میں بننا اور جاری رہنا ایسا امر ہے کہ ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کے علاوہ جو پروگرام ہیں ان میں بہت سے ایسے ہیں جو یہاں بن ہی نہیں سکتے نہ ہمارے پاس ذرائع ہیں نہ ملکی حالات ایسے ہیں۔ اب جو جرمن زبان کے پروگرام ہیں وہ جرمنی میں ہی بنیں گے۔ جو فرانسیسی یا سپینش یا نارویجن پروگرام ہیں وہ وہیں بن سکتے ہیں، اس لئے ہم چاہیں بھی تو وہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اس کے علاوہ ملکی حالات ہیں۔ میں اب مثالیں دیتا ہوں آپ کو۔ کہ سب سے پہلے ملک کے متعلق پروگرام ہیں ملک کا آغاز کیسے ہوا۔ کیسے وہ ملک بنا، کب تک اس کی تاریخ ممتد ہے، قدرتی وسائل کیا ہیں، وہاں کی آبادی کیسی ہے یا کتنی ہے اور طرز بود و باش کیا ہے۔ طبعی عادات اور مزاج اور روایتی طور پر قوم کے کیا انداز ہیں یہ ایک پروگرام کی کڑی ہے جو ہر ملک میں بن سکتی ہے اور اس کو اس طرح نہیں بنانا کہ ایک تقریر شروع ہو جائے۔ بہت سے پروگرام بنانے کے لئے کہا تو باقاعدہ میزیں لگیں، اس کے اوپر کپڑا بچھایا گیا پھر ٹوپیاں پہن کے سارے آ گئے پھر وہاں باقاعدہ جلسے کی شکل بنی اور اعلانات ہوئے۔ یہ پروگرام نہیں ہیں جو یہاں چلیں گے۔ جب جلسہ ہو رہا ہو گا تو وہی ہو گا جیسے ہو رہا ہے اس میں تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ جیسے ہو رہا ہے ویسے ہی ہو گا لیکن جلسوں کا تو کہا ہی نہیں گیا، کافی جلسے ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔ جب ہم جلسہ دیکھنا چاہتے ہیں تو جلسہ دیکھتے ہیں۔ جب تنوع کا پروگرام دیکھیں اور وہاں جلسہ شروع ہو جائے یا مشاعرہ دیکھ رہے ہیں تو وہاں جلسہ شروع ہو جائے تو طبیعت اس سے گھبراتی ہے۔ تو جلسوں کے حوصلے بھی ہیں دلچسپیاں بھی ہیں جماعت میں لیکن ہر چیز کا جلسہ ہی بنا دیں یہ تو ہوسٹل کے کھانے والی بات ہو جائے گی وہاں مرغا پکے یا دال یا گوبھی مزہ سب کا ایک ہی ہوتا تھا۔

تو تنوع کی بات میں کر رہا ہوں، مزے بدلیں اور جس قسم کا پروگرام ہے ویسی ہی اس میں صورت پیدا کریں اب ملک کے پروگرام ہیں اس میں مختلف ممالک کے نظارے دکھائیں مختلف لوگوں کو ان کے انٹرویو لینے چاہئیں۔ ایک شخص ہے جو عمومی تقریر کرتا ہے پس منظر سے مثلاً ایک ملک کا عمومی تعارف کراتا ہے کہ فلاں زمانے میں اس ملک کا آغاز ہوا اس طرح اس میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں ایسی ایسی قومیں حملہ آور ہوئیں اور ان کے نتائج کیا نکلے یہ ایک پروگرام کی کڑی ہے جو بہت دلچسپ ہے۔ اب میں تفصیل تو وقت چونکہ کم ہے نہیں بیان کر سکتا لیکن ذہن میں میرے اس کو بڑھا کر، پھیلا کر اور مختلف شکلیں دینے کا پروگرام موجود ہے۔

پھر دوسرا پہلو ہے جغرافیائی۔ قوم کا اس کا جغرافیہ کیا ہے۔ جغرافیہ میں مختلف خوبصورت جو نظارے ہیں، جھیلیں ہیں، دریا ہیں، وہ سارے آئیں گے اور اس کے علاوہ معدنیات ہیں اور پھر جغرافیہ پہ یہ گفتگو بھی آ سکتی ہے جو تاریخی جغرافیہ سے تعلق رکھتی ہے کہ اس کا جغرافیہ بدلتا رہا ہے کسی زمانے میں اس کا جغرافیہ یہ تھا آج اس کا یہ جغرافیہ ہے۔ حدود اربعہ تبدیل ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے۔ اور پھر قومیں کون کون سی آباد ہیں۔ ان قوموں کی تاریخ کیا ہے۔ ان کا مزاج، ان کے بولنے کی طرز، ان کی گفتگو کیا صرف تلفظ کا اختلاف رکھتی ہے یا زبانوں کا بھی اختلاف۔ مثلاً انگلستان کے حوالے سے آئرلینڈ کا ایک تعارف ہے۔ آئرش قوم کا تعارف ہے وہ یو۔ کے۔ کے اندر داخل کر کے جو شمالی آئرلینڈ ہے اس کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ تو ویلز ہے، سکاٹ لینڈ ہے، پھر ان کی روایات۔ یہ درست ہے کہ آپ گانے اور نغمے وغیرہ اور میوزک وغیرہ کے قائل نہیں مگر وہ جو خاص وقت رات کو مارچ پریڈ کرتے ہیں، شام کو قلعہ میں اور وہ خاص قسم کی ان کی سکرٹس ہوتی ہیں پہنی ہوئی جو مرد بھی پہنتے ہیں تو وہ سکاٹش کلچر ہے اس کے اوپر سے ایک سرسری نظر ڈال کر لوگوں کو بتانا کہ یہ ہوتا ہے قطعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ سارا دن دوسرے پروگرام آپ دیکھتے رہتے ہیں وہ کیا کیا دیکھتے رہتے ہیں وہاں۔ ہم ویسے تو نہیں بن سکتے مگر جو ایک قومی حالت ہے جو بداخلاقی کا مظہر نہیں بلکہ روایات سے تعلق رکھتی ہے اس پر اچٹتی ہوئی نظر ڈال لینا کوئی گناہ نہیں ہے اور ایم۔ ٹی۔ اے۔ اتنے حصے کو اسی طریق پر پیش کرے کہ یہ حقائق ہیں لیکن حقائق میں بعض جگہ آپ کے قدم رک جائیں گے۔ اگر حقائق یہ ہوں کہ ڈانس ہو رہے ہیں، نائٹ کلب ہے تو وہاں جا کر ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے قدم رک جائیں گے آپ کہہ سکتے ہیں کہ حقائق اور بھی ہیں یہ یہ بھی ہیں لیکن ہم وہاں قدم نہیں رکھ سکتے۔ تو عقل کے ساتھ اگر ایسے پروگرام بنائیں تو مذہبی حدود کو قائم رکھتے ہوئے بھی معاشرے کی تصویریں اور تہذیب اور تمدن کی تصویریں کھینچی جا سکتی ہیں اور پھر وہاں کی انڈسٹری، وہاں کی اقتصادیات، تجارتیں کہاں کہاں سے ہو رہی ہیں، کتنے بڑے بڑے تجارتی مرکز ہیں۔ اب تجارت کی بات کریں گے تو بہت سی ایسی باتیں بھی آپ ملک کے حوالے سے بیان کریں گے جسے سننے والے دنیا کے مختلف تاجر کئی قسم کے ارادے باندھ لیں گے۔ ان کو پہلے خیال بھی نہیں آیا ہو گا کہ ہم اس معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حصہ لے کر اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں مگر یہ پروگرام ان کے ذہن میں نئی نئی لہریں پیدا کریں گے۔ نئی نئی کھڑکیاں کھولیں گے سوچ کی۔ تو یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کس طرح ہوتی ہے، کیا تجارت ہوتی ہے، درآمد کیا کیا ہوتی ہے، برآمد کیا کیا ہوتی ہے۔ اب یہ بھی تقریر نہیں کرنی بلکہ انداز وہ ہیں جو ٹیلی ویژن کو دلچسپ بنانے کا انداز ہوتا ہے کہیں قافلے، لوڈ ہو رہے ہیں سامان۔ بڑے بڑے۔ یہاں کی جو پورٹس ہیں اور جہاز لوڈ ہو رہے ہیں، ہوائی جہازوں کی پورٹس کے اوپر وہاں سے سامان اتر رہے ہیں اور اس طرح جا رہے ہیں۔ مارکیٹ، منڈیاں لگی ہوئی ہیں، یہ نظارے دکھا دکھا کر آپ یہ تقریریں پس منظر میں کر سکتے ہیں لیکن باقاعدہ اچکن پہن کر اور باقاعدہ بٹن بند کر کے تقریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بہت اچھا لگتا ہے مگر اپنے محل پر ہو تو اس پروگرام کو بھی تقریری پروگرام

TOP OFFER ON SECOND HAND MACHINES
TOOL MACHINES & COMPRESSORS
CONSTRUCTION & ROAD MACHINES
HEATING AND COOLING SYSTEMS
MACHINES FOR COSMETIC & CHEMICAL INDUSTRIES
MACHINES FOR FOOD & BEVRAGE INDUSTRIES
PLASTIC WORKING [DIECASTING] MACHINES
INJECTION MOULDING FOR PLASTIC MATERIAL & MANY OTHER
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

نہیں بنانا مگر واقعاتی پروگرام بنانا ہے جس میں تقریر کا پہلو بعض دفعہ ایسی آواز ہی کی صورت میں رہتا ہے جس کا بولنے والا نظر بھی نہیں آرہا ہوتا اور بہت اچھا لگتا ہے، اس کی آواز میں ایک وقار ہوتا ہے، ایک خاص طرز ہے تو یہ طرزیں جو اچھی ہیں یہ ان سے سیکھنا منع تو نہیں ہے ان چیزوں میں ان کی طرزیں اختیار کریں لیکن وہاں بھی یاد رکھیں کہ جہاں تکلف آجائے جہاں پیسہ خرچ کرنا پڑے، جہاں غریبانہ پروگرام اجازت ہی نہ دے کہ ان کی طرز کو اختیار کیا جاسکے وہاں قدم روک لیں۔ "ما انا من المتکلفین" کی تعلیم پر عمل کریں، بغیر تکلف کے جو کچھ میسر ہے، جو توفیق ہے اس کو پیش کریں لیکن اچھے طریقے سے۔

جس طرح میں نے کھانے کا نیا پروگرام جاری کروایا ہے وہاں خواتین کے ذریعے غریبانہ کھانے سکھانے کا پروگرام تھا اس کے افتتاحی پروگرام میں میں خود شامل ہوا۔ میں نے بتایا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ لوگ تکلف کر کے اپنی توفیق سے بڑھ کر کھائیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ آپ کی توفیق میں جو کچھ ہے اس میں اللہ کے شکر کا حق اس طرح بھی ادا کریں کہ ایسے اچھے طریقے پر کھائیں کہ آپ کو لطف آرہا ہو اور آپ کا ذوق خدا کے شکریے ادا کر رہا ہو۔ ورنہ بھونڈا گھر ہو تو وہاں مرغا پکے یا مچھلی پکے، ہر چیز ایسی بے ہودہ ہو جاتی ہے کہ ایک لقمہ بھی نہیں کھایا جاتا وہاں۔ تو سلیقے کی بات کر رہا ہوں۔ روپے پیسے کے نچھاور کرنے کی بات نہیں کر رہا۔ سلیقے کے اندر رہتے ہوئے آپ اپنے پروگراموں کو بہت دلچسپ بنا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے نمونے بن سکتے ہیں۔

تو اس پہلو سے ملک کی تاریخ کو مختلف طور پر پیش کرنا، ملک کے تاریخی ہیرو ہیں، ان کی باتیں، Heroes جن کو انگریزی میں کہتے ہیں ہم اردو میں ہیرو کہتے ہیں ان کو۔ ہیرو ہیں کہیں وہ شاعر ہیں کہیں، شیکسپئر کی باتیں ہوں گی، کہیں شیرووڈ فارسٹ میں چلے جائیں گے آپ اور وہ رابن ہڈ اور پھر جان جو اس کا مسخرہ اس کے ساتھ چلتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب اس میں بعض دفعہ جو فلمیں ہیں ایسی ان میں سے چند لمحے کے سین اٹھانے کی قانون اجازت دیتا ہے اور وہ اٹھائی جا سکتی ہیں وہاں سے۔ تو نئی فلم تو نہیں بنائی مگر جب رابن ہڈ (Robin Hood) کی بات کریں گے تو وہاں شیرووڈ فارسٹ کا نظارہ تو دکھائیں اور پھر وہ دکھادیں اتنے اتنے اقتباس جتنے قانون دکھانے کی اجازت دیتا ہے کہ یہ ہوتا تھا رابن ہڈ ان کا۔ اس طرح تیراندازی ہوا کرتی تھی اور پھر دوسرے Folk—Lore ہیں مختلف ملکوں کے مختلف ہیں امریکہ میں ڈیوی کروکیٹ کی باتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح سویٹزرلینڈ کے ہیرو ہیں جن کے اوپر بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بیوروولف ہے ناروے کا، اس کے متعلق بھی کئی پروگرام فلمائے جا چکے ہیں۔ تو ملکی ہیروز کی باتیں بھی کریں اور اس میں سیاسی ہیرو، عامۃ الناس کا ہیرو، اس کا کردار کیا تھا۔ اس پر کیسے کیسے گانے بنائے گئے۔ قوم کے اوپر کس طرح وہ اثر انداز ہوا اور پھر سیاسی ہیرو ہیں، فوجی ہیرو ہیں جنہوں نے عظیم الشان کارنامے سرانجام دئے ہیں تو انگلستان کی تاریخ میں یہ آپ غور کریں تو بے شمار پروگرام ہر جگہ آپ کو دکھائی دیں گے۔ جن کو آپ لے سکتے ہیں، بیان کر سکتے ہیں اور ساتھ تصویریں بھی دکھا سکتے ہیں اگرچہ کھڑی تصویریں ہوں۔ ہمارے پروگراموں کا حیات گروپ ہے مثلاً اس میں بعض ایسے پروگرام بنانے والے ہیں جنہوں نے اپنی ذہانت سے کھڑی تصویروں سے تصویر بنائی ہے لیکن کچھ دیر تک انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ یہ تصویر ہے اور کھڑی ہے مثلاً وہ تصویر کے ایک حصے سے شروع کیا اور کیمرے کو حرکت دی ہے اور لگتا یہ ہے کہ وہ ساری تصویر حرکت کر رہی ہے اور تصویر سے کھینچنا اگر اچھا تصویر کھینچنے والا فن جانتا ہو تو یہ تنوع ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ باقی پروگرام مووی ہوں مگر تصویر دکھانے کے لئے آپ کے پاس یہ تو ممکن نہیں کہ ہر جگہ پہنچ سکیں۔

جب میں ناروے میں ایک موقع پر ایک چھوٹی فیری میں سفر کر رہا تھا تو ایک گھنٹہ میں نے اپنے عام کیمرے سے اس پر تجربے کئے اور وہ جو فیری میں اس علاقے کی تصویروں کے رسالے پڑے ہوئے تھے ان کو اپنی بچی کو پکڑا کے کہ تم یہاں رکھو اور میں تصویر کھینچ کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس سے کوئی Video Effect پیدا ہو سکتا ہے کہ نہیں تو جب وہ دیکھی تو میں حیران رہ گیا دیکھ کے، مجھے پتہ تھا اس لئے میں جانتا تھا ورنہ بعض دفعہ تو لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ تصویر سے تصویر اتاری ہوئی ہے تو آپ استعمال کریں ذہن کو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن کو بڑی صلاحیتیں عطا کی ہوئی ہیں اس دنیا کے اوپر Explore کریں جو خدا نے آپ کے ہر ایک کے ذہن میں رکھی ہوئی ہے تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

اب ہندوستان کو اگر اپنی فلمیں بنانی ہوں تو ہمالیہ کو پیش کرنا پڑے گا۔ ہمالیہ کے ذکر کے بغیر تو ہندوستان کے تو کوئی معنی نہیں ہیں جب آپ پاکستان جائیں گے تو وہاں K.2. کی چوٹیاں ہیں دوسرے ایسے پہاڑ یا علاقے ہیں، درہ خیبر ہے ان کی تصویریں کھینچی ہوں گی۔ کچھ تصویریں تو آپ کھینچ سکتے ہیں آسانی سے۔ کچھ آپ ایسی یونینز (Unions) سے لے سکتے ہیں جو ہائی کنگ کے طور پر گئیں اور ان کے اچھے معیار کی فوٹو گرافی انہوں نے کی ہوئی ہے وہ تعاون کرتے ہیں ایسے لوگ۔ اور پھر کچھ تصویریں بڑے بڑے اچھے کمپنیوں کے کیلنڈر شائع ہوتے ہیں ان سے آپ لے سکتے ہیں مگر پروگرام آپ نے تصویری بنانا ہے صرف تقریری نہیں بنانا، یہ میں سمجھا رہا ہوں۔ اور پھر تاریخ کو ان مقامات کے حوالے سے بیان کرنا۔ اگر آپ اٹلی میں کام کر رہے ہیں تو اٹلی میں وہ غاریں دکھانی ہونگی جن میں عیسائی کسی زمانے میں پناہ لیا کرتے تھے یعنی وہ عیسائی جو موحدین تھے اور محض توحید سے چمٹے رہنے کے نتیجے میں ان کو سزا ملی ہے۔ اس پہلو سے جو آج پاکستان میں جماعت احمدیہ سے ہو رہا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اور دلیل ہے۔ توحید ہی کی وجہ سے سب دکھ ہیں۔ "لا الہ الا اللہ" کا کلمہ ہے جو احمدی کی زبان سے ان کو تکلیف دیتا ہے اور اس پر یہ طرح طرح کی سزائیں دیتے اور طرح طرح کے جتن کرتے ہیں کہ کسی طرح احمدی اس کلمے سے اپنا تعلق توڑ لیں تو اس قسم کے پروگرام جب ہوں گے تو پھر وہ بھی دکھانے ہوں گے۔

اب پاکستان کی بات ہوئی ہے تو شہداء کے علاقہ کے گاؤں دکھانے چاہئیں۔ ان کا رہن سہن، ان کا غریبانہ طریق، لوگوں سے ان کے متعلق انٹرویو کہ کیسے لوگ تھے یہ، کیا کبھی کسی کو دکھ دیا، کیا تکلیف پہنچاتے رہے، ان کے قتل کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے تو غیروں کے انٹرویو لئے جائیں اور ایک سفر کا معمولی خرچ ہے اس میں بہت اچھی فلم تیار ہو سکتی ہے۔

پھر اس کے علاوہ جو تعلیمی کوائف ملکوں کے اور ان کے معیار تعلیم، اخلاق، کھیلیں، زراعت، زراعت کے طریق، اور قومی کہانیاں یعنی دیومالائیں جو ہیں وہاں کی، وہ کیا کیا ہیں۔ ان میں کسی اچھے لکھنے والے نے کوئی کتاب لکھی ہو جو شہرت پکڑ گئی ہو اور وہ کہانیاں سب دنیا میں رائج ہیں۔ مثلاً جس طرح عرب دنیا سے "علی بابا چالیس چور" کی کہانی اتنی مقبول ہوئی کہ دنیا کی ہر زبان میں ہر قوم سے متعارف ہو چکی ہے۔ اس طرح الف لیلہ کی ایک وہ لازوال کہانی ہے جس نے تمام دنیا میں گھر کر لیا ہے۔ تو ایسی کہانیاں جو دیومالائی ہوں یا جیسی بھی ہوں مگر لکھنے والے نے ایک غیر معمولی ذہانت کا اظہار کیا ہے جس نے تمام دنیا کے ذوق کو اپیل کی ہے اور عالمی طور پر ان کا اعتراف ہو گیا ہے، ایسے ہر ملک میں لکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اب بنگال جائیں گے تو ٹیگور کے ادبی ذکر کے بغیر بنگال کی بات پوری نہیں ہو سکتی۔

پھر قربانی کرنے کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کے دائرے میں خاندانوں نے جو قربانیاں دی ہیں، احمدیت وہاں کب آئی، اور ملکوں کے لحاظ سے اگر عیسائیت ہے تو عیسائیت وہاں کب آئی تھی کس ذریعے سے آئی تھی۔ اب اہل یورپ اگر اس تاریخ کا کھوج لگائیں تو خود ان میں سے بھی اکثر کو تعجب ہو گا کہ اکثر صورتوں میں تلوار کے ساتھ آئی ہے اور عیسائیت کے ساتھ جبر کی تاریخ ایسی باندھی گئی ہے کہ غیروں ہی کے معاملے میں نہیں خود اپنے معاملوں میں عیسائیت نے اتنے جبر روا رکھے ہیں اور اتنے مظالم کئے ہیں کہ ان کو تاریخ کے صفحوں میں دبائے بیٹھے ہیں اور اسلام پر حملے کرتے ہیں۔ تو حملے کی نیت سے نہیں، حقائق کے طور پر ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے کہ "چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے" تمہیں کیا حق ہے اسلام پر حملہ کرنے کا جب کہ تمہارا اپنا یہ حال ہے۔ مذہبی دیوانوں کا قصور ہوتا ہے، مذہب کا نہیں ہوا کرتا۔ ہم عیسائیت کو تو مطعون نہیں کرتے کہ عیسائیت نے یہ تعلیم دی تھی جن ظالموں نے عیسائیت کا حلیہ بگاڑا ان پر افسوس کرتے ہیں۔ تو تمہیں کیا حق ہے کہ ان ظالموں کو جو تمہارے ہاں بھی بہت کثرت سے پیدا ہوئے جب وہ اسی حلیے میں اسلام میں سر اٹھاتے ہیں تو ان کی ذمہ داری اسلام پر ڈال دیتے ہو۔ جو منہ کالا انہوں نے اپنا کیا ہے ان کی سیاہی اسلام کے منہ پر پھیرنے لگ جاتے ہو۔ اب یہ اس کو مستقل مضمون تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جہاں جہاں یہ جھلکیاں نظر آئیں وہاں اس سے ملتا جلتا تبصرہ آسکتا ہے اور اچھے طریق پر آسکتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے غلطی سے کہ ہم ان کے داغ کھول رہے ہیں بلکہ ایک چلتی ہوئی تاریخ کا حصہ ہے اس سے سبق لے رہے ہیں۔

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN: FABRIC PRINTING, PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE, QUILT & BED SETTEE COVERS, PRAYER MATS, BEDDINGS ETC., ETC.

PROVIDENCE MILL, 108 HARRIS STREET, BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832 MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD LEEDS, LS8 5AQ

MOST COMPETITIVE PRICES IN WORLD WIDE FREIGHT FORWARDING & TRAVEL

ARIEL ENTERPRISES
26 LEGRACE AVENUE, HOUNSLOW, MIDDLESEX TW4 7RS
PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

MOST AUTHENTIC INDIAN FOOD

GRANADA
TAKE AWAY

202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

پھر قرآن کریم نے بار بار ان جگہوں کا ذکر فرمایا ہے جو قوموں کے لئے عبرت کا نشان ہیں ان عبرت کی جگہوں کی تلاش اور ان سے تعلق والے واقعات کو اجاگر کرنا اور ہر قوم میں ایسی عبرت گاہیں موجود ہیں جہاں کوئی قوم کسی عروج کے بعد زوال پہ پہنچی ہے اور اس کے پیچھے کوئی ایسی داستان ضرور ہے جس میں اس نے خدا تعالیٰ کی توحید سے منہ موڑا ہے اور شرک میں مبتلا ہوئی ہے اور پھر اس پر یہ سزاوار د ہوئی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ "سیروا فی الارض" دنیا میں سیر کرو اور دیکھو، مکذبین کی اور ان لوگوں کی کیسی عاقبت تھی اور ساتھ فرمایا "کان اکثرھم مشرکین" یا الفاظ شاید مختلف ہوں لیکن ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ یہ مضمون کے لحاظ سے بعینہ یہی بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہو گا کہ دنیا کی تاریخ میں اکثر جگہ جہاں بھی آپ کو عبرت گاہیں دکھائی دیں گی اس سے پیچھے ایک شرک کی تاریخ ہو گی اور وہ لوگ جو دفن ہوئے ہیں وہ ضرور مشرک ہوں گے۔

افریقہ کے بہت سے ممالک اس طرح بیدار ہو چکے ہیں کہ اب وہ دندناتے ہوئے شیروں کی طرح بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں

پس پوپیائی ہو، پوپیے ہو یا جو بھی آپ اس کو کہیں یا دوسرے ایسے عبرت کے مقام جہاں بڑی قومیں اپنے عروج کے بعد زیر زمین دفن ہو گئیں ان کی تاریخ جب یہ نکالتے ہیں تو شرک کے نشانات وہاں ملتے ہیں۔ اب لاڑکانے ہی میں جو پرانی تہذیب دفن ہے موہنجودارو یعنی موت کی ڈھیری یا موت کا ٹیلہ، وہاں سے بھی شرک کے آثار نکل رہے ہیں اور ان آثار کو دیکھ کر یہ مغربی محققین یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس زمانے میں شرک ہی شرک تھا اور تھا ہی کچھ نہیں حالانکہ یہ اس وقت ہلاک ہونے والی قومیں ہیں جب وہ بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے تمدن کے عروج کو جا پہنچی تھیں اور اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی تھیں۔ ان کا آغاز اور تھا اور انجام اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی تھیں تو وہاں سے پھر شرک کے ہی دبے ہوئے آثار ملنے تھے اور کیا تھا اور قرآن ایک ہی کتاب ہے جس نے اس طرف انگلی اٹھائی ہے کہ تم ان کا تفحص کرو، ان کی تحقیق کرو، ان کا تتبع کرو اور تم یہ دیکھ کر خود یہ معلوم کر لو گے کہ یہ مشرک لوگ تھے جن کو خدا نے اچانک دفن کیا ہے۔ اور صفحہ ہستی سے مٹایا ہے تو ان مشرکین کے انجام کی تاریخ بھی ملکوں میں جگہ جگہ پھیلی پڑی ہے تو اس حوالے سے ان کے متعلق ان کے تاریخی پس منظر بتانا مثلاً مایا قوم ہے تو وہ کون تھی کتنا لمبا عرصہ عروج کا ہوا پھر کیوں آناً فاناً وہ مٹادی گئی۔ ان کے محل ابھی تک اسی طرح کھڑے ہیں۔

ساؤتھ افریقہ میں وہ جو مایا قوم نے ایک لمبا عرصہ حکومت کی ہے اب وہ لوگ موجود ہیں لیکن ان کی سطوت جاتی رہی، ان کی شان و شوکت ہاتھ سے نکل گئی اور یہ معمہ آج تک نہیں حل ہو سکا کسی سے کہ ان پر کیا بپتا ٹوٹی تھی۔ ہوا کیا تھا ان کے ساتھ۔ ایک شہر دریافت ہوا ہے جو بہت خوبصورت علاقے میں، پہاڑی علاقوں میں، بڑے بڑے درخت اور جنگل ہیں ان کے اندر گھرا ہوا آج تک یعنی چند سالوں تک انسانی نظر سے اوجھل رہا تھا اور ہیلی کاپٹر کے ذریعہ گزرتے ہوئے کسی کی وہاں نظر پڑی تو پھر توجہ پیدا ہوئی پھر وہاں کھوج لگانے والے بھیجے گئے بڑی مشکل سے وہاں پہنچے تو یوں لگتا ہے جیسے پورا آباد شہر چھوڑ کر کوئی قوم کہیں جا کے سو گئی ہے۔ کوئی وہاں لڑائی کے آثار نہیں ہیں، کسی طوفان کے آثار نہیں ہیں، ہنستا کھیلتا، رستا بستا شہر اچانک یوں لگتا ہے کہ جیسے جادو ہو گیا ہو وہ خالی ہو گیا تو عبرت کے ہر جگہ مختلف سامان موجود ہیں جن جگہوں میں ہیں وہاں سے تصویریں لی جا سکتی ہیں اور اگر وہاں رسائی نہ ہو تو اس کے متعلق بہت سی کتابیں موجود ہیں، رسالے موجود ہیں، تفاصیل موجود ہیں۔ ان علاقوں کے لوگ اپنے لئے وہ مضمون چن سکتے ہیں اور ان کو دکھا کر دیدہ زیب پروگرام بنا سکتے ہیں جو تقریر نہیں ہو گی بلکہ ایک فلمی پروگرام ہو گا جو ویڈیو کے شایان شان ہو۔

تو ایسے بہت سے پروگراموں کی ضرورت ہے۔ وہاں کے کھیل ہیں ان کھیلوں کی تصویریں، وہاں کی کہاوتیں ڈالنے کے طریق، معمے، یہ بچوں کے لئے بھی تو ہمیں سپیشل پروگرام بنانے ہونگے۔ پرندے، جانور، شکار، Migratory Birds جو سفری پرندے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ کون سے ایسے محرکات ہیں یا موجبات ہیں جو ان کو سفر کرنے پہ مجبور کرتے ہیں اور ان کے سفر کرنے کے طریقے کیا ہیں۔ وہاں کے کیڑے مکوڑے، ان کے متعلق نئی معلومات کے مطابق جو تحقیق ہوئی ہے ان کے رہنے سہنے کے طریق، وہاں کی ہر چیز ایک دلچسپی کا موجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے اوپر جہاں بھی نظر ڈالیں گے آپ، جس جگہ بھی دیکھیں گے غور کر کے دیکھیں سہی آپ، بے اختیار دل سے "تبارک اللہ احسن الخالقین" کی آواز اٹھتی ہے اور اگر یہ حوالہ دیا جائے تو وہی پروگرام جو بظاہر مغربی اور سیکولر ہیں وہ اچانک مذہبی پروگرام بن جاتے ہیں۔ تو ان پروگراموں کو بعض دفعہ ان لوگوں سے مانگنے سے بھی مل جاتے ہیں۔ میں نے ایم۔ ٹی۔ اے۔ کو اس کام پہ لگایا ہوا ہے، خط و کتابت کر رہے ہیں بہت سی جگہ تصویریں انہوں نے دی ہیں کہ ٹھیک ہے آپ لے لیں۔ بعض جگہ ہم نے ان سے اجازت مانگی کہ آپ نے کہیں کوئی زیادہ ننگ دکھایا ہے ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ ایم۔ ٹی۔ اے۔ میں تو بہرحال مناسب نہیں ہے تو انہوں نے یہ بھی اجازت دے دی ہے کہ اس حصے کو کاٹ لو لیکن ہمارا نام بتانا ہو گا کہ یہ فلاں نے بنائی تھی اور اجازت دی تھی۔ تو آپ بھی مختلف علاقوں میں کوشش کر سکتے ہیں۔

اب جرمن تہذیب، جرمن تمدن، اس کی تاریخ، اس کی ترقی، تنزل، جغرافیائی تبدیلیاں، عادات، مزاج، شمال جنوب کا فرق، قوموں کے اعتبار سے خواہ ایک قوم ہو ان کے علاقائی روایات کے لحاظ سے ان کے مزاج بدل جاتے ہیں۔ جرمنی میں خصوصیت سے یہ بات قابل غور ہے۔ تو ان سب پروگراموں میں آپ اگر دلچسپی لیں تو کچھ وقت ضرور لگے گا میں صبر سے چند مہینے اور بھی انتظار کروں گا لیکن توقع رکھتا ہوں کہ جب یہ آنے شروع ہو جائیں تو پھر اس کثرت سے آئیں گے کہ ہمارے ہاں یہ جو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ایک ہی طرح کی باتیں ہو رہی ہیں اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

بنیادی پروگرام تو بہرحال تعلیم و تربیت کا ہے۔ دلچسپی کے پروگرام بھی ہوں گے وہ بھی تعلیم و تربیت ہی کے ہونگے لیکن اگر وہ نہ بھی ہوں تو جس طرح اب چھ گھنٹے یا سات گھنٹے سکول میں جا کے بیٹھتے ہیں وہاں دلچسپی کی خاطر تو نہیں جاتے علم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس ٹیلی ویژن کے سامنے بعض نازک مزاج جلدی بور ہو جاتے ہیں ان کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کو اپنی تربیت کرنی چاہئے۔ یہ انتہائی ضروری دینی تربیت کے پروگرام ہیں، علمی تربیت کے پروگرام ہیں اور آپ کے دماغ کو روشن کریں گے، آپ کے دماغ کو نئی وسعتیں دیں گے ان پروگراموں کا ذوق اگر نہیں ہے تو پیدا کریں اور کوشش سے پیدا کریں۔ اپنے بچوں میں ان کا ذوق پیدا کریں ورنہ آج کل جو ذوق ہے ہم اس کی پیروی نہیں کر سکتے وہ جاہل بنانے والے پروگرام ہیں بچوں کا ذوق اب اس طرف منتقل ہو رہا ہے سارے مغرب میں کہ فرضی آدمی سپر مین ہے کوئی، سپر بیٹ بنی ہوئی ہے کوئی، سپر سپائیڈر بن گیا ہے۔ کوئی مکڑا سپر ہے کوئی چمگادڑ سپر ہے اور فرضی کہانیاں ایسا پاگل کر رہی ہیں بچوں کو کہ ہوش ہی نہیں رہی ان کو۔ دماغوں کے دائرے ہی مختلف ہو گئے ہیں انسانی دائرے سے ہٹ کر ایسی جگہ وہ دائرے ممتد ہو رہے ہیں جہاں حقیقت کا وجود ہی کوئی نہیں ہے اور اس پر یہاں کے اہل دانش بھی فکر کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمار التعلیمی معیار گرنے کی بڑی وجہ ٹیلی ویژن ہے اور باتیں سوچ رہے ہو، خواہ مخواہ نظام بدلنے کی باتیں کر رہے ہو۔ یہ ٹیلی ویژن کو ٹھیک کرو پہلے۔ ہمارے بچوں کو یہ ٹیلی ویژن کے پروگرام پاگل بنا رہے ہیں۔

پھر ایک محقق نے یہ جائزہ لیا، اس نے کہا کہ پڑھنے کی عادت ہی نہیں بچوں میں رہی۔ اور وہ جو پڑھنے سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے کتابوں کا شوق، کتابوں کے بغیر انسان سو نہ سکے یہ ایسی اچھی روایات تھیں ہماری یعنی انسان کی کہ جن کو ٹیلی ویژن نے آ کے برباد کر دیا ہے۔ تو ٹیلی ویژن کے فائدے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ضرور ہیں اور ہم ان فائدوں کی حد تک رہیں گے انشاء اللہ اور بھرپور فائدہ حاصل کریں گے لیکن جو نقصانات کے پہلو ہیں ان سے بچنا ضروری ہے اس لئے کسی کو نہ بھی دلچسپی پیدا ہو تو کوشش کر کے ان پروگراموں میں حصہ لے کچھ دیر کے بعد ضرور دلچسپی پیدا ہو گی کیونکہ علم علم ہی ہے یہ کوئی فرضی کہانی تو نہیں کہ آئی اور چلی گئی اور کچھ دیر کے لئے ہیجان پیدا کر گئی۔ علم کا جو لطف ہے وہ دائمی ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے پیچھے جو زمین چھوڑ کے جاتا ہے وہ زرخیز زمین ہوتی ہے۔ سیلاب اچھے تو نہیں لگتے لیکن جب سیلاب آتے ہیں تو اپنے پیچھے ایک دائمی، اچھی زرخیز مٹی ضرور چھوڑ جاتے ہیں۔ تو سیلاب ہی سمجھ لیں اس کو لیکن یہ مٹی ضرور چھوڑے گا وہ زرخیز مٹی چھوڑے گا جہاں آپ کے خیالات پاکیزہ رنگ میں نشو و نما پائیں گے جہاں آپ کے اندر نئی

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

عظمتیں پیدا ہونگی آپ کو نئی وسعتیں عطا ہونگی۔
تو اللہ کرے ہمیں یہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملے اور جماعت پوری طرح استفادہ کرے جہاں جہاں میں نے یہ باتیں کی ہیں کہ کوشش کرو یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ جماعت میں دلچسپی نہیں ہے۔ بکثرت دلچسپی ہے یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے متعلق مائیں لکھتی ہیں کہ وہ ہمیں دوسرے پروگرام اب دیکھنے ہی نہیں دیتے اور ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ان کو پتہ تو کچھ لگ نہیں رہا ہوا کیا ہے لیکن لگتا ہے کہ وہ مسحور ہوگئے ہیں، ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگراموں سے۔ ہر وقت یہی شور ہوتا ہے کہ ہم یہی پروگرام لگائیں گے۔ اس لئے جو میں نے ذکر کیا تھا اس لئے کہ کہیں شاذ کے طور پر ایک آدھ خط یہ بھی مل جاتا ہے اور میں نے سوچا کہ بہت سارے اور بھی ہونگے جو لکھنے میں شرم محسوس کرتے ہوں تو ان کی آواز کو بھی میں سب تک پہنچا دوں اور ان کو مطمئن کرنے کی بھی کوشش کروں۔ اللہ کرے کہ ہمارے پروگرام دن بدن بہتر ہوتے چلے جائیں اور نیا سال پچھلے سال سے بہت بہتر طلوع ہو اور بہت بہتر حالت میں غروب ہو اور اس کی تکلیفیں بھی تھوڑی اور عارضی ہوں اور اس سال کی برکتیں بھی ہمیشہ رہنے والی دائمی ہوں۔ السلام علیکم۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا۔

ماریشس میں بھی اب مل گئی ہے اجازت۔ بتا دیا تھا میں نے پہلے کہ نہیں بتایا شاید۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماریشس سے شمس تیجو صاحب کا فون آیا تھا کہ اس وقت پارلیمنٹ بیٹھی ہوئی ہے اور غور ہو رہا ہے کہ ڈش انٹینا کی اجازت دینی ہے کہ نہیں اور دعا کریں اور پھر میں آپ کو دوبارہ فون کروں گا۔ یعنی میں تو نہیں سن سکا جس نے میرے لئے سنا انہوں نے پیغام دیا ہے اور الحمدللہ کہ چند گھنٹوں کے بعد فون آگیا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ڈش انٹینا کی اجازت ہو گئی ہے اور جو مفید بابرکت پروگرام ماریشس سے شروع ہوا تھا اب اہل ماریشس اس سے محروم نہیں رہے۔

ادب و ثقافت

(ڈاکٹر قاضی محمد برکت اللہ)

امریکی یوم تشکر:

امریکہ میں ہر سال نومبر کے آخر کی جمعرات کو یوم تشکر منایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال ۲۴ نومبر کو امریکہ میں یوم تشکر منایا گیا ہے۔ اس کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۶۲۰ء کی بات ہے کہ ایک چھوٹا سا جہاز جس کا نام "مے فلاور" تھا امریکہ کے ساحل پر آ لگا۔ یہ علاقہ اس وقت انگریزوں کی کالونی تھا۔ اس جہاز میں سوار سب انگریز تھے اور اپنے آپ کو زائرین کہتے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو امریکہ کے مشرقی حصہ میں پہلے آباد ہوئے۔

نئی تحقیق یہ ہے کہ ۱۵۸۷ء میں ایک جہاز "نارتھ کیرولینا" امریکہ کے ساحل پر آیا۔ یہ لوگ اسی جگہ آباد ہوگئے۔ چونکہ کھانے کی اشیاء بہت کم تھیں اس لئے اس جگہ کا گورنر مزید کمک لینے کے لئے انگلستان روانہ ہو گیا۔ بعض وجوہات کی وجہ سے اسے وہاں بہت دیر ہو گئی۔ بہرحال کافی عرصہ کے بعد جب بہت سے خطرناک مصائب سے دوچار ہو کر واپس پہنچا تو ان لوگوں میں سے کسی ایک کا بھی کوئی نام و نشان نہ ملا۔

اس لحاظ سے ۱۶۲۰ء میں "مے فلاور" زائرین کا دوسرا جہاز تھا۔ یہ سب عیسائی فرقہ "پیوریٹن" سے متعلق تھے لیکن چرچ آف انگلینڈ کے ممبر تھے۔ ایک وجہ ان کے وطن مالوف چھوڑنے کی یہ بھی تھی کہ انہیں اپنے ملک میں اپنے عقائد کے مطابق مذہبی آزادی حاصل نہ تھی اس لئے انہیں مجبوراً ہجرت کرنا پڑی۔

دسمبر ۱۹۲۰ء میں ایک اور جہاز جس کا نام "پلے متھ" تھا۔ ماساچیوسٹ امریکہ کی ایک چٹیل پہاڑی کے قریب ساحل سمندر پر آ لگا۔ یہ انگلستان سے روانہ ہونے والے زائرین کا تیسرا جہاز تھا۔ بہت سے لوگ ایک لمبا عرصہ سمندری سفر کرنے کی وجہ سے نحیف، کمزور اور بیمار تھے۔ سفر کی وجہ سے ان کے پاس خوراک بہت کم رہ گئی تھی۔ قریب قریب آدھے مسافر تو راستے ہی میں دم توڑ چکے تھے۔ جو بچ کر اس جگہ پہنچے انہیں رہائش و خوراک کی کمی کے علاوہ نہایت شدت کی سردی کا سامنا کرنا پڑا۔

ان بچے کھچے لوگوں کو امریکہ کے اصلی باشندوں نے خوش آمدید کہا، ان کی مہمان نوازی کی، انہیں موسم کے مطابق رہنے، سہنے اور کھانے پینے کا ڈھنگ سکھایا۔ یہ لوگ ریڈ انڈین کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ چونکہ کولمبس نے اس سرزمین کو چھوا تو سمجھا کہ "انڈیا" آگیا ہے۔ اس وقت سے ان باشندوں کا نام انڈین مشہور ہو گیا۔ بعد میں انہیں ریڈ انڈین کا نام دیا گیا۔ آج کل یہ لوگ اپنے آپ کو مقامی باشندے کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

جس ریڈ انڈین قبیلے سے شروع کے زائرین کو واسطہ پڑا اس قبیلے کا نام "وامپانوگ" تھا۔ اس قبیلے نے آنے والے انگریزوں کو صلاح مشورے، خوراک، ادویات اور بود و باش کی تمام سہولتیں مہیا کیں۔ ایک شخص "سکانٹو" نے انہیں یہاں کے حالات کے مطابق مکان بنانا سکھایا۔ خوراک کے لئے انہیں شکار کرنے کا طریقہ ریڈ انڈین نے سکھایا۔ اس طرح جنگل میں وحشی جانوروں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے داؤ پیچ سکھائے۔

چنانچہ ان زائرین نے امریکہ کے مقامی باشندوں سے بہت کچھ سیکھا اور ان کے پاؤں جم گئے۔ اس قبیلے کا سردار "کاساسوئٹ" تھا۔ یہ نہایت بااثر اور طاقتور سردار تھا۔ اس نے انگریزوں سے ایک معاہدہ کیا اور آخر دم تک اس کا پابند رہا۔ پھر کئی سال بعد تک بھی اس معاہدہ پر عمل ہوتا رہا۔

موسم بہار میں نئے باشندوں نے بیج بوئے جو اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ اس سے فصل پیدا ہوئی۔ مقامی باشندوں نے انہیں مکئی اگانا سکھایا۔ چونکہ یہ انڈین کا من بھاتا کھاجا تھا۔ خزاں کے موسم میں ان زائرین نے اپنی خوراک کو محفوظ کیا اور سردیوں میں اسے استعمال کیا۔ ہر شخص اس فعل سے خوش تھا۔ زائرین نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ ہمیں خوراک میسر آئی، رہنے کے لئے عمدہ گھر مل گئے اور اچھے اچھے کپڑے موسم کے مطابق پہننے کو مل گئے۔ پھر یہ کہ امریکی انڈین دوست بن گئے جنہوں نے بہت سی نوازشیں کیں اس لئے کسی طریقے سے اپنے تشکر کا اظہار کرنا چاہئے۔

چنانچہ نیو انگلینڈ کے گورنر بریڈفورڈ نے چیف انڈین ماساسوئٹ اور اس کے جانباز ساتھیوں کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور ان کے ساتھ یوم تشکر کی خوشیوں میں شامل ہوں۔ اس طرح پہلا یوم تشکر دسمبر ۱۶۲۱ء میں منایا گیا۔ اس وقت زائرین نے اپنے میزوں کو اپنے باغات سے حاصل کردہ پھل، سبزیوں اور دیگر خوراک سے بھر دیا۔ ماساسوئٹ اور اس کے ساتھی اپنے ساتھ (جانور) ٹرکی، ہرن اور وہ تمام شکار جو انہوں نے تیروں سے کئے تھے لے کر آئے۔ علاوہ ازیں مکئی، حلوہ کدو، لوبیا اور سمندر کی مختلف الانواع خوراک لے کر اس یوم تشکر میں شامل ہوگئے اور یہ جشن تین دن رات تک جاری رہا۔

چیف ماساسوئٹ اور ان کے ساتھی نہایت قیمتی اور رنگارنگ کے لباس پہنے اس جشن میں شامل ہوئے۔ چند امریکی انڈین نے اپنے چہرے پر سیاہ رنگ کی پٹی بنا رکھی تھی۔ کچھ انڈین اپنے سروں پر قسم قسم کے رنگا رنگ پر سجا کر آئے تھے۔ امریکی انڈین مردوں کے بال سیدھے تھے۔ امریکی انڈین خواتین کے اس جشن میں شامل ہونے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ کچھ انڈین جنگلی چیتوں کی کھال سے بنے کوٹ پہنے ہوئے تھے اور کچھ انڈین ہرن کی کھال کندھوں پر ڈال کر آئے تھے۔ کھانا کھانے سے پہلے سب نے سر جھکا لئے اور تشکر کے کلمات کہے۔ یہ دعائیہ کلمات تھے اور سرزمین امریکہ میں یہ پہلا یوم تشکر (Thanksgiving Day) تھا۔

امریکی انڈین نے اپنے کھیلوں کا مظاہرہ کیا۔ زائرین نے اپنے گیت گائے۔ علاوہ ازیں نشانہ بازی کا مقابلہ ہوا اور ان دونوں قوموں کے درمیان ایک دلی محبت اور دوستی کا اظہار ہوا۔ اس قسم کے امن و اطمینان کے بغیر زائرین کسی طرح بھی ان چٹیل علاقوں میں اپنے قدم جما نہیں سکتے تھے۔

زائرین نے پہلا یوم تشکر دسمبر ۱۶۲۱ء میں منایا اور اس وقت کے بعد اس کی سالانہ تقریب کا خیال نہیں تھا۔ لیکن ۳۰ جولائی ۱۶۲۳ء کو گورنر بریڈفورڈ نے اعلان کیا کہ ایک اور یوم تشکر منایا جائے گا جب ایک اور جہاز ساحل امریکہ پر آئے گا۔ چنانچہ جس دن یہ جہاز آیا اس دن پھر یوم تشکر منایا گیا۔ چونکہ اس جہاز سے انگلستان سے بہت سا سامان خوراک، ادویات اور دوسری ضروریات زندگی زائرین کے لئے آئیں۔ یہ دوسرا یوم تشکر کسی خاص دن کے معین ہونے پر نہیں منایا گیا بلکہ ایک اور جہاز کے امریکہ آنے پر منایا گیا اور ان دنوں کی یاد تازہ رکھنے کے لئے گورنر بریڈفورڈ نے اعلان کیا کہ ہر نومبر کے مہینے میں یوم تشکر منایا جایا کرے۔ اور ٹرکی اس دن کا خاص کھانا ہوگا جس سے انڈین مہمان نوازی کی یاد تازہ رہے گی۔

شروع شروع میں جب امریکہ، یونائٹڈ اسٹیٹس میں تبدیل ہو رہا تھا اس وقت امریکی جھنڈے کے لئے ایک خاص نشان کی ضرورت تھی اس وقت تجویز کیا گیا تھا کہ ٹرکی ہی اس جھنڈے کی زینت بنے لیکن بعد میں اس تجویز کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا کہ ٹرکی ایک بے وقوف جانور ہے۔

یوم تشکر پہلے نیو انگلینڈ (وہ علاقہ جہاں انگلینڈ سے آئے ہوئے زائرین پہلے آباد ہوئے تھے) تک ہی محدود رہا لیکن ۱۷۸۹ء میں جارج واشنگٹن، یونائیٹڈ اسٹیٹس کے پہلے صدر نے کانگرس کی سفارش سے اعلان کیا کہ یوم تشکر تمام ملک امریکہ میں منایا جائے گا۔ نومبر کے مہینے کی آخری جمعرات کا دن مقرر کیا گیا کہ اس دن جو بھی تاریخ ہوگی سارے ملک میں تعطیل ہوگی۔ تمام ادارے بند رہیں گے اور تمام امریکی اس بات کے لئے خدا کے حضور شکر گزار ہونگے کہ خدا نے انہیں ایک ایسی حکومت دی ہے جو ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

یوم تشکر کا یہ وہ پس منظر ہے جو آج بیان کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ باہر سے آنے والوں نے امریکہ کے مقامی باشندوں پر (جو اب ریڈ انڈین کے نام سے معروف ہیں) نہایت ہولناک مظالم ڈھائے اور انہیں نیست و نابود کیا اور ان کے خون سے ہولی کھیلی۔ اس پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا ان زائرین کو ان مظالم پر یوم تشکر منانا چاہئے!؟۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD,
MANCHESTER, M8 7HY

ADVERTISE YOUR GOODS AND SERVICES IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
CONTACT
NAEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۵)

ایکونائٹ (Acconite) اور آرسنک (Arsenic) دواؤں کے مزاج اور خواص کا تفصیلی تذکرہ

ہومیو پیتھی کے بارے میں یہ لیکچر ریکارڈ کر کے بار بار سنیں دواؤں کے مزاج سے اچھی طرح آگاہی حاصل کریں اور جہاں متعلقہ دوا کا مزاج ملے اسے استعمال کریں

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۱۹ اپریل ۱۹۹۴ء کو سٹار برڈ، فرانس سے حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ ارشادت کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

(سٹار برڈ، فرانس ۱۹ اپریل) سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھی کے بارے میں اپنے ارشادات کے تسلسل میں بعض ہومیو پیتھک ادویات کے خواص بیان فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ اس کلاس کو سبقاً سبقاً آگے بڑھایا جائے گا۔ پہلے کوئی سوال ہو تو بیان کریں۔

ایک صاحب نے سوال کیا کہ خون کے کینسر کا کوئی علاج ہومیو پیتھی میں موجود ہے؟

حضور انور نے فرمایا کوئی بھی کینسر ہو علاج تو ہر چیز کا ممکن ہے۔ سوال تو یہ ہونا چاہئے کہ کیا خون کے کینسر کا کوئی علاج آپ کے علم میں ہے؟ مثلاً ٹی۔ بی۔ (تپ دق) کا پہلے پہل کوئی علاج معلوم نہ تھا۔ اب ایلو پیتھ کہتے ہیں کہ اس کا یقینی علاج معلوم ہو گیا ہے۔ اسی طرح بعض اور علاج ہیں جو پہلے معلوم نہیں تھے۔ اسی طرح ہومیو پیتھی میں نئی چیزیں علم میں آتی رہتی ہیں۔ میرے علم میں بلڈ کینسر کے بعض مریض ہیں جن کا بظاہر کوئی علاج نہیں تھا وہ خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ہو گئے۔

آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے ۱۹۸۲ء میں مجھے بتایا کہ ان کی ایک عزیزہ راولپنڈی سے بہت پریشان حال پہنچی ہیں۔ ان کی کسی عزیزہ کو بلڈ کینسر تھا۔ لاہور میں اس کی تشخیص ہوئی۔ پھر مریضہ کو پنڈی لے جایا گیا۔ وہاں پر اس کی تصدیق ہو گئی وہ دعا کے لئے آئی تھیں اور مریضہ کو مزید علاج کے لئے انگلستان لے جایا جا رہا تھا۔ میں نے کہا آپ شوق سے لے جائیں لیکن میں ایک ہومیو پیتھی دوا تجویز کرتا ہوں وہ استعمال کرائیں۔ مریضہ کو انگلستان لے جایا گیا۔ اس سارے عرصے میں ایک ماہ کے قریب کا وقت لگ گیا۔ اس دوران میں دوا کا استعمال جاری رہا۔ انگلستان پہنچ کر ٹیسٹ کرائے گئے تو پتہ چلا کہ کوئی کینسر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس راولپنڈی اور لاہور کی لیبارٹریوں کے ٹیسٹ موجود ہیں۔ انگلستان والوں نے کہا کہ یا تو وہ یہ مریضہ نہیں اور یا اسے کینسر نہیں۔ وہ سو فیصد صحت مند پائی گئیں۔ سوال کرنے والے نے کہا اس دوا کا اشتہار دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اشتہار بازی نہیں کرنی اس لئے کہ ہر مریض کا مزاج مختلف ہوتا ہے۔ میں جو علاج تجویز کرتا ہوں امید یہی ہے کہ وہ اکثر کینسر میں فائدہ دے گا لیکن ملک بدلنے سے، طبیعتیں بدلنے سے اور دیگر وجوہات سے دوا بدل جایا کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسی عام دواؤں کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جو عام استعمال میں آتی ہیں کہ ان کی نوعیت کیا ہے، زیادہ تر کن مواقع پر استعمال کی جاتی ہیں، ان کا مزاج کیا ہے۔ ایسی ۱۰۰ سے ۱۵۰ تک دوائیاں اگر آپ کے علم میں آجائیں، آپ ان کو سمجھ لیں، ان پر عبور حاصل کر لیں تو روز مرہ کی اکثر بیماریوں کے لئے خدا کے فضل سے ڈاکٹروں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایکونائٹ (Acconite)

سب سے پہلے حضور نے ہومیو پیتھی کی دوا ایکونائٹ کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا زہر ہے جس کا انسان کے جسم کے مختلف حصوں پر اثر ہوتا ہے اس کے اثرات بعض ڈاکٹروں نے خود پر استعمال کر کے معین کئے ہیں۔ یہ طریقہ ہومیو پیتھی کے موجد ڈاکٹر ہانمن نے نکالا تھا۔ اس نے اپنی ذات پر اور اپنے ساتھیوں پر بعض دواؤں کے تجربات کئے۔

حضور نے فرمایا کہ اس کا مزاج یہ ہے کہ بیماری ایسی ہو کہ جس کے ساتھ خوف لاحق ہو۔ اچانک یہ بیماری ہو اور مریض سمجھے کہ میں اس سے مر جاؤں گا۔ ایسے موقع پر یہ فوری اثر کرنے والی دوا ہے۔ مثلاً سردی میں باہر نکلیں اور اچانک نمونیہ ہو جائے ساتھ ہی خوف لاحق ہو کہ میں مر جاؤں گا۔ بیماری اچانک آئے اور خوف کی حالت ہو تو ایکونائٹ استعمال کی جاتی ہے۔ ٹھنڈے اور خشک موسم میں یہ دوا زیادہ اثر دکھاتی ہے۔ یہ اس کا بنیادی مزاج ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا لیکن میں نے یہ بھی تجربہ کیا ہے کہ لازم نہیں کہ صرف خشک سردی میں یہ دوا موثر ہو بلکہ ہر بیماری کے آغاز میں اگر شروع میں یہ دوا استعمال کروائی جائے اس وقت جب کہ ابھی بیماری نے جسم پر قبضہ نہ کیا ہو تو ایکونائٹ کے رد عمل میں جسم اس بیماری کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اگرچہ گیلے موسم میں پانی لگ کر بھڑکنے والی بیماری ہو تو عموماً رسٹاکس (Rhustox) استعمال کی جاتی ہے لیکن اگر ساتھ ایکونائٹ ملا کر دی جائے تو صرف آغاز ہی کی نہیں بلکہ بیماری اگر کچھ آگے بڑھی ہوئی ہو تو پھر بھی اس سے علاج ہو جاتا ہے۔ یہ دوائیں عام اسپرین کا بہترین بدل ہیں۔

حضور انور نے مکرم میجر محمود احمد صاحب کا ذکر کیا جن کے بارے میں چند روز قبل فجر کی نماز پر پتہ چلا کہ سیر کے دوران جسم گیلا ہونے کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہے اور بخار ہو رہا ہے، جسم دکھتا ہے۔ ان کو Acconite 200 اور Rhus—Tox 200 ملا کر اور اسی طرح (Arnica and Bryonia بھی ۲۰۰ کی طاقت میں ملا کر باری باری آدھ آدھ گھنٹہ کے وقفہ سے چند خوراکیں دی گئیں تو فوری آرام آ گیا۔ حضور نے فرمایا کہ رسٹاکس (Rhus—Tox) اور ایکونائٹ (Acconite) کو میں ہومیو پیتھی کی اسپرین قرار دیتا ہوں۔

حضرت صاحب نے مذکورہ بالا نسخہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ انتڑیوں، پھیپھڑوں اور ملیریا اور میعادی بخاروں سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ آغاز میں اس کی علامات ملتی جلتی ہیں۔ جسم ٹوٹتا ہے، جھرجھری آتی ہے۔ کھانا کھانے کو جی نہیں کرتا۔ خدا کے فضل سے دو چار خوراکوں میں مرض کا نشان بھی نہیں رہتا۔

حضور نے فرمایا تاہم فلو میں یہ ادویہ میں نے ناکام ہوتے دیکھی ہیں۔ اس کے لئے پھر دوسری ادویات استعمال کی جائیں۔ حضور نے فرمایا ایکونائٹ ہر بیماری کے آغاز میں ہومیو پیتھ استعمال کرواتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ اس دوائی کا اصل تعلق خشک سردی کے بخاروں سے یا خشک سردی کے نتیجہ میں بڑھنے والی بیماریوں سے ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایکونائٹ حاد (Acute) بیماریوں میں جو آناً فاناً ہوتی ہیں استعمال ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی بیماریاں مزمن (Chronic) ہوتی ہیں جو آہستہ آہستہ لمبے عرصہ میں پیدا ہوتی ہیں اور دیر میں ہی جاتی ہیں مثلاً ٹائی فائیڈ بخار وغیرہ۔

حضور نے فرمایا کہ ایکونائٹ کو حاد (Acute) بیماریوں میں سرفہرست رکھا جاتا ہے اس کے لئے خوف کی علامات کو یاد رکھیں۔

گردے کی درد کے لئے نسخہ

آپ نے فرمایا کہ ایکونائٹ بعض اور تجارب میں بھی موثر رہتی ہے۔ گردے کی درد میں اگر ۱۰۰۰ کی طاقت میں بیلاڈونا (Belladonna) ساتھ ملا کر ۱۵ منٹ کے وقفے سے یہ دوا دی جائے تو بہت جلد فائدہ ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے یہ نسخہ حضرت خلیفة المسیح الثالث ؒ سے لیا تھا۔ مکرم محمد شفیع صاحب اشرف نے جو ناظر امور عامہ رہے ہیں مجھے بتایا کہ انہیں گردوں کی درد کی تکلیف تھی تو حضرت خلیفة المسیح الثالث ؒ نے ایکونائٹ (Acconite) اور بیلاڈونا (Belladonna) دی اور دو خوراکوں میں ہی طبیعت ٹھیک ہو گئی۔

حضور نے فرمایا کہ بیلاڈونا کی علامت یہ ہے کہ اس میں خوف نہیں ہوتا۔ غنودگی اور بے حسی سی ہوتی ہے۔ جب کہ ایکونائٹ میں خوف ہوتا ہے۔ چونکہ گردے کی اچانک درد میں خوف کا عنصر اور اچانک پن شامل ہوتا ہے اس لئے اس کا اثر اچھا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے۔ اگر گردے کی درد کو گرمی سے آرام آتا ہو تو پھر بیلاڈونا کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ جہاں سردی آرام دے وہاں بیلاڈونا فائدہ دے گی۔ جہاں گرمی آرام دے وہاں یہ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہاں مگنیشیا فاس (Mag. Phos) آرام دے گی۔

حضور انور نے مکرم صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب کا ذکر فرمایا کہ انہیں یہیں فرانس میں گردے کی بڑی سخت تکلیف ہوئی۔ پہلے میں نے انہیں ایکونائٹ اور بیلاڈونا ۱۰۰۰ میں دی۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ پھر خیال آیا کہ اس کی تکلیف گرمی سے بڑھتی ہے چنانچہ اسے پھر مگنیشیا فاس دی۔ اور ڈاکٹر کے آنے سے پہلے پہلے وہ صحت یاب ہو گئے۔

حضور نے فرمایا کہ پیچش میں بھی یہ بہت مفید ہے۔ اچانک پیچش ہو تو ایکونائٹ (Acconite) اچھا اثر دکھاتی ہے۔ یہ دوا دل کی بیماریوں میں بھی اثر کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ حاد (Acute) ہے اور دل کی بیماری مزمن (Chronic) کہلاتی ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ دل کی بیماری میں اثر کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دوائیں نے حضرت مصلح موعود ؓ سے بواسطہ حضرت ام متین معلوم کی کہ آپ دل کی بیماری میں کریٹے گس (Craetegus Q) کے آٹھ دس قطرے اور ایکونائٹ کے ایک دو قطرے ملا کر ہلکا Dilute کر کے دیتے تھے۔ اس کی زیادہ مقدار استعمال نہ کریں۔ زیادہ کھانے میں یہ خطرناک ہو سکتی ہے۔ ایسے مریض جو دل کے زیادہ دھڑکنے کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ جو عموماً معدے کی ہوا کی وجہ سے ہوتی ہے یا یا اعصابی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ سرہانے پر سر رکھیں تو دھک دھک کی آواز آتی ہے۔ نیند نہیں آتی۔ یا کسی خوف سے، بری خبر سے یا کسی ابتلا کے وقت کسی قسم کا خوف درپیش ہو تو دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ اس میں ایکونائٹ ۳۰ یا ۲۰۰ میں مفید ہوتی ہے۔ سکون بھی محسوس ہوتا ہے اور نیند بھی آ جاتی ہے۔

آرسنک (Arsenic)

حضور انور نے بتایا کہ آرسنک بہت ہی گہرا زہر ہے۔ یہ ایسا زہر ہے جو کبھی بھی جسم کو نہیں چھوڑتا۔ دس ہزار سال کے بعد بھی اس کے آثار باقی رہتے ہیں۔ یہ زہر ہڈیوں میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضور نے بتایا اس کی نمایاں باتیں بے چینی ہے مریض بے حد بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتا ہے، بے قراری رہتی ہے لیکن بے چینی و بے قراری دو قسم کی ہوتی ہے جو بے قراری ہوتی ہے اس کا تعلق رسٹاکس

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

(Rhus Tox) سے ہے لیکن جس بے چینی کا تعلق آرسنک کے حوالے سے ہے وہ ذہنی بے چینی ہے اس میں ایکونائٹ کی طرح موت کا خوف نہیں ہوتا۔ تاہم بے چینی اور بے قراری ہوتی ہے۔ بعض عورتیں صدموں کی وجہ سے یا بعض بخاروں کی وجہ سے آرسنک کی مریض بن جاتی ہیں۔ ہر وقت ان کے اندر ایک ذہنی بے چینی رہتی ہے۔ ایکونائٹ میں جو گھبراہٹ ہے اس میں تیزی شدت اور اچانک پن پایا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آرسنک کی باقی صفات اور مزاج میں یہ ہے کہ اس کا مریض نہایت نفیس طبع ہوتا ہے۔ اس کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ کپڑے میں ذرا سی سلوٹ بھی برداشت نہیں ہوتی۔ ذرا بیماری ہو تو سمجھتا ہے کہ مر جائے گا۔ اسے وہم ہو جاتا ہے۔ آرسنک کا مریض اگر تیز مزاج اور بد تمیز بھی ہو تو بیوی اور گھر والوں کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ اور بے قراری اس کا خاص حصہ ہے۔ جس مریض میں بھی یہ علامات ہوں اسے آرسنک فائدہ دے گی۔

حضور نے فرمایا کہ دوائیوں کے مزاج شناس ہو جائیں جس طرح انسانوں کے مزاج سمجھے جاتے ہیں اسی طرح دواؤں کا مزاج اچھی طرح سمجھ لیں۔

فرمایا اس کے علاوہ آرسنک سے دماغی بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں۔ پیچش اور اسہال اس قسم کے جس میں تھوڑی تھوڑی اجابت ہوتی ہے۔ درد اور بے چینی کی علامات ہوتی ہیں۔ آرسنک کی اجابت میں اکثر سیاہی پائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ ہی کھل کر اجابت نہیں ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ اسکی وجہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آرسنک کے مریض کی انتڑیاں بھی بے چین ہیں۔ آرسنک کے مزاج کی وجہ سے انتڑیوں کے زہریلے مادے عام طریق پر جسم سے خارج ہونے کی بجائے جسم میں جذب ہونے لگتے ہیں جس سے مزید پریشانی بڑھتی ہے۔ اس کے علاوہ آرسنک کا تعلق گردوں سے بہت زیادہ ہے۔ گردے کی جھلیوں کو تیزابی مادے کی وجہ سے اگر نقصان پہنچ جائے تو البیومن آنی شروع ہو جاتی ہے۔ بعض صورتوں میں پیشاب کی تھیلی میں کینسر اور گلے کے کینسر آرسنک کی علامات ہیں۔ اگر کسی مریض کو کینسر سے انتہائی تکلیف اور بے چینی ہو اور بیماری اپنی آخری حد تک پہنچ چکی ہو اسکو اونچی طاقت میں دیں تو بے چینی ختم ہو جاتی ہے لیکن پھر جسم مقابلہ بھی چھوڑ دیتا ہے اور ایسا مریض عموماً ۲۴ گھنٹے کے اندر اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE

081 478 6464 &

081 553 3611

لیکن اس غرض سے آرسنک دینا کہ کوئی مر جائے یہ گناہ ہے لیکن اگر کوئی چارہ نہ ہو اور آرسنک اس خیال سے دی جائے کہ بے چینی کچھ کم ہو اور دوسری دوائیں مریض کو بچانے میں مدد دیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

حضور نے فرمایا یہ بڑا مشکل اور باریک فیصلہ ہوتا ہے۔ بیماری کے علاج کا تو حکم ہے لیکن زندگی کو گھٹانے کا کوئی حکم نہیں۔ حضور نے فرمایا آرسنک کے مریض کی نبض باریک تناؤ والی ہوتی ہے۔ لیکن یہ کمزور نہیں ہوتی، اس میں ٹینشن (Tension) ہوتی ہے۔ مریض کمزور ہوتا ہے مگر نبض تیز چل رہی ہوتی ہے جبکہ ایکونائٹ اور بیلاڈونا کی نبض بھرپور طور پر چلتی ہے۔

آرسنک کے بارے میں حضور نے مزید فرمایا کہ یہ پرسوتی بخاروں (Septic Fever) میں بھی مفید ہوتی ہے۔ بار بار پیشاب آنے کی صورت میں جبکہ مریض کو ذیابیطس نہ ہو تو بعض دفعہ اسے آرسنک سے فائدہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ایکونائٹ فائدہ دیتی ہے۔ آرسنک کا مریض جو بار بار پیشاب کرتا ہے اس کی وجہ وہی بے چینی اور بے قراری ہے جس کا تعلق انتڑیوں سے ہے۔ آرسنک کے مریض میں چونکہ تیزابی مادے پائے جاتے ہیں اس لئے وہ نالیاں جن سے پیشاب گزرتا ہے وہ بہت زیادہ حساس ہو جاتی ہیں اور تھوڑا سا پیشاب بھی جمع ہو تو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ بار بار پیشاب کرتا ہے۔ لیکن ایکونائٹ کا مریض کسی خوف کی وجہ سے بار بار پیشاب کرتا ہے۔ سردی لگنے سے بھی بعض کو بار بار پیشاب آتا ہے اس لئے وہاں اگر بے چینی کی اور دوسری علامتیں نہ ہوں تو وہاں آرسنک فائدہ نہیں دے گی۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ان لیکچروں کو ریکارڈ کر کے بار بار سنیں تاکہ مضمون واضح ہو جائے۔ آرسنک کی ایک اور خصوصیت حضور نے یہ بیان فرمائی کہ اس میں Periodicity ہوتی ہے یعنی معین وقفے سے بیماری واپس آتی ہے۔ رات کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ رات ۱۲ بجے، ایک بجے اور دن میں ۱۲ - ۱ بجے بیماری شدت پکڑتی ہے زیادہ تر یہ بات رات ہی کو بھڑکتی ہے اور عموماً ایک ہفتہ کے بعد بیماری کا دوبارہ حملہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی آرسنک کی طرف ذہن جاتا ہے۔ فرمایا کہ دواؤں کا مزاج سامنے رکھا جائے ضروری نہیں کہ دوا کی ہر علامت پوری طرح کسی مریض میں موجود ہو۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کی ساری بڑی علامتیں بھی موجود ہوں۔ بعض دفعہ ایک دو علامتیں ہوں تب بھی دوا کام آجاتی ہے۔ اس لئے زیادہ تر تو تجربہ ہے اور تجربہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ اس دوا کا مزاج سمجھ لیں۔ آخر پر ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے ایڈز کی بیماری کے لئے سیلیشیا ایک لاکھ، (Silicea C.M.) کی دوا دینے کا ذکر فرمایا اور اس ضمن میں سیلیشیا کے خواص کا ذکر فرمایا اور مثالیں دیتے ہوئے بتایا کہ یہ بیرونی چیز کو جسم سے باہر نکالنے میں حیرت انگیز کام کرتی ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

جستہ جستہ

سود کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور اس کے خطرناک نتائج سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت دنیا ایسے سودی نظام کا شکار ہے جس نے انسان کی زندگی کا امن اٹھا دیا ہے اور دن بدن سود کے بد اثرات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بعض دفعہ لوگ اپنی بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی سے بلا سوچے سمجھے یا وقتی اور عارضی فوائد حاصل کرنے کی خاطر بینکوں سے قرضہ لیتے یا ان کی طرف سے جاری کردہ کئی قسم کی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کے لالچ میں اپنی جمع شدہ پونجی یا توفیق سے بڑھ کر خرچ کر لیتے ہیں اور بعد میں سود اور سود در سود کی ادائیگیوں میں اپنی عمریں گنوا دیتے ہیں اور جو کچھ پاس تھا وہ بھی کھو دیتے ہیں۔ روزمرہ کی معاشرتی زندگی میں اس کی کئی قسمیں اور کئی مثالیں ہر طرف موجود ہیں۔ بعض دفعہ نادانی یا بے خیالی میں بھی ایسی حرکتیں انسان سے سرزد ہو جاتی ہیں جس کا خمیازہ بہت گھناؤنی صورت میں اسے بھگتنا پڑتا ہے۔ سودی نظام کس طرح انسانوں کا خون چوس رہا ہے اس کی ایک مثال کے طور پر لندن سے ایک دوست لکھتے ہیں:-

"میری بیٹی فارمیسی کی تعلیم حاصل کر رہی ہے اس نے نومبر کے آخر میں مجھے ٹیلیفون کیا کہ اگلے ماہ اخراجات کے لئے ۵۰ پونڈ کی ضرورت ہے۔ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے میں نے اس کے بنک اکاؤنٹ میں ۵۰ پونڈ ڈال دئے اور اس کو مطلع کر دیا۔

اسی روز اس نے پریشانی میں فون کیا کہ ابو میرا اکاؤنٹ ۵۰ پونڈ ڈالنے کے باوجود Overdrawn ہے اور میں رقم نہیں نکلوا سکتی۔ ہوا یہ کہ اکتوبر میں اس نے بس Pass کے لئے ایک چیک دیا جس سے بنک میں اس کا اکاؤنٹ ۱۰ پونڈ Overdraw ہو گیا۔ یہ اس سے بے خیالی سے ہوا کہ اپنا حساب نہ رکھا۔ اس کے نتیجہ میں ۱۰ پونڈ Overdraw پر بینک نے تین پونڈ یومیہ سود لگانا شروع کر دیا۔ ۲۳ دن میں انہوں نے ۶۹ پونڈ چارجز لگا دئے جس سے اس کا اکاؤنٹ اور بھی Overdraw ہو گیا۔ اور پچاس پونڈ ڈالنے کے بعد بھی اس پر ۱۹ پونڈ قرض رہا اور اس پر بھی تین پونڈ یومیہ لگاتے رہے۔ جس وقت بقایا رقم ادا کی تو اس وقت تک وہ ۹۰ پونڈ سود لے چکے تھے۔ اس طرح دس پونڈ Overdrawn پر ۱۰۰ پونڈ دے کر جان چھوٹی"۔

ـــــ ○ ○ ـــــ

مکرم نصیر احمد خان صاحب کینیڈا سے لکھتے ہیں:-

"بچپن میں ہی (اندازاً دو سال کی عمر میں) میرے پاؤں پر دانہ نکل آیا جو بڑھتا گیا اور یہاں تک کہ اوپر پنڈلی تک پہنچ گیا۔ میرے والد صاحب مرحوم نے میرا کافی علاج کروایا۔ اپنی قلیل آمدنی میں خاصی رقم میری دوائیوں اور آپریشن پر خرچ کی۔ اس دوران میری عمر ۱۴ سال ہو گئی۔ میرے والد صاحب ہر ملنے والے سے میری تکلیف کا ذکر کرتے۔ کوئی ٹھیک ہونے کی امید نظر نہیں آتی تھی۔ ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ اس کی ٹانگ کاٹ دی جائے کیونکہ یہ ناسور ہے اور یہ سارے جسم میں پھیل جائے گا۔ میرے والد صاحب مرحوم آخر کار ڈاکٹروں کے کہنے پر رضامند ہو گئے کہ اس کی ٹانگ کاٹ دی جائے کہ اس طرح زندگی بچ جائے گی۔ مگر میری دادی نہیں مانی۔ وہ کہنے لگیں میں خدا سے مایوس نہیں ہوں۔ مگر میں دعا کرونگی اور خدا کے فضل سے یہ ٹھیک ہو جائے گا اب اس کا کوئی علاج آپ نہ کروائیں۔

اسی دوران رمضان سے چار دن پہلے رات کو میں نے خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دیکھا کہ آپ ہمارے گھر کے سامنے والے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ پشاور کی جماعت کے احباب قطار میں کھڑے ہیں اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ میں بھی اسی قطار میں ہوں جب میری باری آتی ہے تو حضور نے مجھ سے پوچھا کہ بیٹا آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے۔ میں نے جواب دیا حضور اسی سلسلے میں آپ سے دعا کی درخواست ہے۔ یہ زخم تقریباً ۱۱، ۱۲ سال سے ہے اور یہ پھیلتا جا رہا ہے آپ نے فرمایا تین روزے رکھیں انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے گا۔

اس طرح میں نے تین روزے رکھے اور رمضان کے روزے بھی رکھے۔ معمول کے مطابق جلسہ سالانہ کے دن آئے۔ والد صاحب مرحوم ہر سال جلسہ سالانہ پر ربوہ جاتے تھے اس سال بھی گئے۔ جلسہ کے دنوں میں ربوہ میں ایک ریسٹورنٹ میں چائے پینے گئے تو میز پر سامنے والی کرسی پر ایک سفید ریش بزرگ تشریف فرما تھے۔ سلام دعا کے بعد باتوں باتوں میں میرے والد صاحب نے اس بزرگ سے میری بیماری کا ذکر کیا۔ انہوں نے میرے والد صاحب کو ایک نسخہ بتایا جو کہ بہت سادہ سا تھا کہ آپ ویزلین (Vaseline) لیں اور اس میں (Pencyline) ملا کر مرہم بنا کر زخموں پر لگائیں انشاء اللہ خدا اپنا فضل کرے گا۔

میرے والد صاحب جلسہ سالانہ سے واپس آئے تو اسی دن مرہم بنایا اور بڑی کوشش کے بعد صرف Expired Pencyline ہی مل سکی تھی لیکن والد صاحب کا کہنا تھا کہ اگر خدا نے شفا دینی ہے تو اس سے بھی دے سکتا ہے۔

والد صاحب نے وہ مرہم میرے زخموں پر لگایا۔ خدا کی شان کہ ۱۴ سال پرانے زخم ۱۰ دنوں میں بالکل ٹھیک ہو گئے جن کے متعلق ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ ناسور ہے اور یہ پھیل جائے گا اور بچہ مر سکتا ہے۔

اس کے بعد یہ نسخہ کئی لوگوں پر آزمایا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے شفا دی"۔

[اگر آپ کے ذاتی تجربہ یا مشاہدہ میں کوئی ایسی بات ہو جو دوسروں کے لئے کسی پہلو سے مفید ہو سکتی ہو تو ہمیں لکھ کر بھجوائیں۔ ہم انشاء اللہ اسے الفضل میں شائع کریں گے۔ ادارہ]

یہ وہ زمانہ ہے کہ آپ خلوت گزیں اور جلوت سے بیزار رہتے لیکن یہ ظاہر ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلال و انوار کے لئے بے انتہا مضطرب اور نالہ کناں تھے۔ حضرت رب العزت کے آستانہ پر روز و شب یہی پکار اور فریاد تھی اور آپ کو منجانب اللہ یقین دلایا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی تجلی اور نور محمدی کے ظہور کا وقت آ پہنچا ہے۔

کوئی دعا اس وقت اپنی ذات یا اپنے عزیزوں وغیرہ کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے غلبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتمام نور کے لئے تھیں۔ یہ تو ۱۸۸۳ء کا واقعہ ہے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے مگر ۶۲۔ ۱۸۶۰ء کا کلام میں نے شروع میں درج کیا ہے اس کو ایک خالی الذہن انسان جب پڑھتا ہے تو اس پر حقیقت کھل جاتی ہے کہ صاحب کلام کے دل میں امت مرحومہ کے لئے کس قدر غم ہے اور کس طرح حالت کفر کو دیکھ کر وہ درد سے بے چین ہو کر کراہ رہا ہے اور پھر جیسے جیسے معرفت اور بصیرت بڑھتی گئی اور خدا تعالیٰ کی تجلیات کا مظہر آپ کا قلب صافی ہوتا گیا اسی قدر یہ درد اور بے قراری بڑھتی گئی چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں ۔

ایں دو فکر دین احمدؐ مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں
اے خدا زود آو برما آب نصرت ہا ببار
یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں

غرض آپ کی زندگی میں بچپن اور شباب سے اپنی ماموریت کے اعلان تک ایک نہ تھمنے والا طوفان اشک غم ملت میں اٹھتا ہوا نظر آتا ہے ۔ اس کلام کے ایک ایک شعر پر غور کرو تو معلوم ہو گا کہ غم ملت میں یہ ۲۵، ۲۶ برس کا نوجوان کس طرح بے تاب اور نوحہ کناں ہے۔ عمر کے اس حصہ میں جب انسانی زندگی میں ایک طلاطم برپا ہوتا ہے اس نوجوان کے سینہ میں بھی ایک طوفان برپا ہے مگر وہ دنیا سے نرالا ہے۔ وہ دنیا کو معصیت اور ناپاکی سے پاک کر دینے کے لئے طوفان ہے وہ دین احمدؐ کے جلال اور شوکت و اقبال کے لئے دعاؤں کا جوش ہے:

مبارک وہ جو اس سے برکت پاوے

مولوی عبداللہ غزنویؒ سے دعا

اگرچہ میں آپ کے عہد شباب کی اپنی دعاؤں کا تذکرہ کر رہا ہوں اور اس سے میری مراد وہ دعائیں ہیں جو آپ کرتے تھے مگر اس سلسلہ میں ایک اور دعا کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے وہ آپ ہی کی دعا ہے لیکن آپ نے ایک نیک مرد کو کہا کہ میرے لئے دعا کریں۔ یہ مرد نیک مولوی سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ اپنے وقت کے صلحاء میں سے تھے اور اپنے ملک سے نکال دئے گئے تھے اور اس کا باعث بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ عامل بالحدیث تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ واقعہ خود بیان فرمایا ہے اور میں اسے سیرت مسیح موعودؑ حیات احمد جلد اول کے صفحہ نمبر ۱۰۳ پر لکھ آیا ہوں یہاں مقصد بیان آپ کی دعا ہے۔

عبداللہ غزنوی سے دعا اور اس کا جواب

حضرت اقدس نے ان سے اپنی ملاقات کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ:

"جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں کہا۔ کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مدعا ہے۔ اس کے لئے آپ دعا کرو۔ مگر میں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مدعا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللہ دعا خواہم کرد۔ و الہام امر اختیاری نیست" ۔ اور میرا مدعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے۔ خدا اس کا مددگار ہو۔ بعد اس کے میں قادیان میں چلا آیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک ان کا خط مجھے ملا جس میں لکھا تھا کہ "ایں عاجز برائے شما دعا کردہ بود القاشد۔ وانصرنا علی القوم الکافرین۔ فقیر را کم اتفاق مے افتد کو بدیں جلدی القا شود ۔ این از اخلاص شما مے بینم"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صـ ۲۵۱)

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کا اندازہ اس دعا سے ہو سکتا ہے کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا تھی؟ آپ مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے پاس اپنی ذاتی غرض کے لئے نہیں گئے تھے اور نہ کچھ پیش کیا۔ جو غرض مخفی آپ کے دل میں تھی وہ محض اسلام کی ترقی کے لئے تھی اور اس کی تائید اور نصرت کی دعا تھی۔

مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے پاس جانے کا زمانہ ۷۲ ۔ ۱۸۶۸ء کے درمیانی عرصہ کا ہے۔ دعا کے متعلق میں نے شروع میں لکھا ہے کہ وہ انسان کی نہاں در نہاں خواہشوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور اس سے انسانی سیرت کا بآسانی پتہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے کہ ان جذبات اور خواہشوں کو ان کے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر یہاں حضرت اقدس ایک دوسرے بزرگ کو دعا کے لئے کہتے ہیں اور اپنے مقصد کا اظہار نہیں کرتے اور ان کو جو جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے وہ آپ کے مقاصد کا آئینہ دار ہے اور خود حضرت نے فرمایا کہ میرا مدعا یہ تھا کہ:

"دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روز بروز تنزل میں ہے۔ خدا اس کا مددگار ہو"۔

ایسا ہی آپ میاں شرف الدین صاحب سم والے کے پاس کبھی کبھار جاتے تھے مگر آپ کا جانا ذاتی غرض کے لئے نہ ہوتا تھا بلکہ ترقی اسلام کے لئے آپ خود بھی دعاؤں میں مصروف تھے اور اگر کسی کے متعلق یہ معلوم تھا کہ وہ دعا کرنے کا اہل ہے تو اسے بھی مخفی طور پر دعا کرنے کے لئے بلا اظہار مطلب توجہ دلاتے اور یہ دعائیں تائید دین متین اور شوکت و جلال محمدیؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے لئے ہوتی تھیں۔ آپ کی زندگی کے ہر عہد کی دعاؤں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی دعاؤں اور آپ کی زندگی کا مرکزی نقطہ:

احیاء دین احمدؐ تھا

اللھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

۱۸۷۴ء کی ایک دعا

یہ ایک لطیف دعا ہے جو آپ نے خواب میں کی۔ خواب کے واقعات انسان کی اپنی طاقت اور اختیار سے باہر ہیں اور ان میں تصنع اور بناوٹ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اس زمانہ میں جب بعض لوگوں کو اپریشن کے وقت کلوروفارم سونگھایا جاتا ہے تو ان کی دماغی کیفیت اصلیت کو بعض الفاظ کے بیان و اظہار سے کھول دیتی ہے۔ بہرحال خواب ایک ایسی کیفیت ہے جس میں خواب بین کے حواس ظاہری معطل ہوتے ہیں نہ وہ سن سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے نہ بول سکتا ہے وغیرہ۔ اس حالت میں جو کچھ بیان کرتا ہے وہ اس کی اصل حالت کا آئینہ ہوتا ہے۔ حضرت اقدس اس خصوص میں ایک اپنے خواب کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور خواب میں آپ نے ایک دعا کی ہے جس پر فرشتوں نے آمین کہی ہے۔ دعا کسی دنیوی مفاد اور مقصد کو لئے ہوئے نہیں بلکہ سراسر تزکیہ نفس اور طہارت باطنی کے پاک جذبات پر مشتمل ہے جیسے مولوی عبداللہ صاحب کو آپ نے اپنے مقصد کو دل میں مخفی رکھ کر دعا کے لئے فرمایا اسی طرح یہ خواب کی دعا اس سے بڑھ کر کیفیت اپنے اندر رکھتی ہے اس لئے کہ وہ بیداری کی حالت تھی اور یہاں خواب کی حالت ہے جس میں حواس ظاہری بھی غائب ہیں اب میں اس دعا کو آپ کے ہی الفاظ میں کہتا ہوں لیکن اس کی عظمت اس خواب کے بیان سے ظاہر ہوتی ہے اس لئے اس کا درج کرنا بھی ضروری ہے۔

"تخمیناً پچیس برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے کہ میں گورداسپور میں تھا کہ مجھے یہ خواب آئی کہ میں ایک جگہ چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ اور اسی چارپائی پر بائیں طرف میرے مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی بیٹھے ہیں۔ جن کی اولاد اب امرتسر میں رہتی ہے۔ اتنے میں میرے دل میں محض خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تحریک پیدا ہوئی کہ مولوی صاحب موصوف کو چارپائی سے نیچے اتار دوں۔ چنانچہ میں نے اپنی جگہ چھوڑ کر مولوی صاحب کی جگہ کی طرف رجوع کیا۔ یعنی جس حصہ چارپائی پر وہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اس حصے میں میں نے بیٹھنا چاہا۔ تب انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی اور وہاں سے کھسک کر پائنتی کی طرف چند انگل کے فاصلے پر ہو بیٹھے ۔ تب پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس جگہ سے بھی میں ان کو اٹھا دوں پھر میں ان کی طرف جھکا۔ تو وہ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر پھر چند انگل پائنتی کی طرف کھسک کر ہو بیٹھے۔ القصہ میں ایسا ہی ان کی طرف کھسکتا گیا اور وہ پائنتی کی طرف کھسکتے گئے یہاں تک کہ ان کو آخر چارپائی پر سے اترنا پڑا۔ اور وہ زمین پر جو محض خاک تھی اور اس پر چٹائی وغیرہ کچھ بھی نہ تھی اتر کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں تین فرشتے آسمان سے آئے۔ ایک کا نام ان میں سے خیراتی تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے اور میں چارپائی پر بیٹھا رہا۔ تب میں نے ان فرشتوں اور مولوی عبداللہ صاحب کو کہا کہ آؤ میں ایک دعا کرتا ہوں۔ تم آمین کرو۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ:

"رب اذھب عنی الرجس وطھرنی تطھیراً"

اس کے بعد وہ تینوں فرشتے آسمان کی طرف اٹھ گئے۔ اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آسمان کی طرف اٹھ گئے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ اور آنکھ کھلتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک طاقت بالا مجھ کو ارضی زندگی سے بلند تر کھینچ کر لے گئی اور وہ ایک ہی رات تھی۔ جس میں خدا نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں وہ تبدیلی واقعہ ہوئی۔ کہ جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ ـ ۳۵۱، ۳۵۲)

عزم وفا

کب اس نے شفقتوں سے پکارا نہیں ہمیں
اس مہرباں خدا نے بسارا نہیں ہمیں
"سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل"
اس کے سوا کسی کا سہارا نہیں ہمیں
دل سے جمال حسن محمدؐ پہ ہیں فدا
اس سے زیادہ کوئی بھی پیارا نہیں ہمیں
جاں دے کے اس کے نام کو روشن کریں گے ہم
دیکھیں تو اس میں کوئی خسارا نہیں ہمیں
دانشوران شہر نے اے رب ذوالجلال
کن آزمائشوں سے گزارا نہیں ہمیں
مسلم ہیں ہم خدائے علیم اس پہ ہے گواہ
منظور اور نام خدارا نہیں ہمیں
بنتے ہیں لوگ کیوں میرے ایماں کے ترجماں
یہ خوئے ناگوار گوارا نہیں ہمیں
گرداب سے گزرنے کے گر جانتے ہیں ہم
زنہار احتیاج کنارہ نہیں ہمیں
پائے ثبات، عزم وفا، جرات شکیب
قدرت نے کس ہنر سے سنوارا نہیں ہمیں
نادر وفا و صدق ہے سرمایہ سخن
کچھ فن شاعری نے نکھارا نہیں ہمیں

(نادر قریشی)

شادی بیاہ کی تقریبات کے انعقاد سے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات

(مرسلہ : وکالت تبشیر - لندن)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گیارہ فروری ۱۹۹۴ء کو ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر بات چیت پروگرام کے دوران اور پھر اپنے خطبہ ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء میں شادی بیاہ کے موقعہ پر مہمان نوازی کے سلسلہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا تھا۔ جو احباب جماعت کی ہدایت کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خوشی کے موقعہ پر مہمانوں کو کھانا کھلانا ایک عام سنت کے تابع ہے اور شادی کے موقعہ پر خوشی کا اظہار کرنا اور مہمان نوازی کی خاطر مدارت کرنا عین اس موقعہ کے مناسب حال ہے لیکن اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد "کلوا واشربوا ولا تسرفوا" کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اسراف سے کلی بچنا چاہئے۔

جہاں تک مہمان نوازی کا تعلق ہے تو روز مرہ کی زندگی میں جو فرق ایک امیر اور ایک غریب کی زندگی میں پایا جاتا ہے۔ اسی نسبت سے ان کی بچیوں کی شادیوں کی تقریب میں پایا جائے تو وہ عین فطرت کے مطابق ہوگا۔ اس میں کسی قسم کا احساس برتری یا احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔

کسی تقریب میں اسراف کا پایا جانا عام طور پر بد رسومات بجالانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ان بد رسومات سے جو معاشرہ میں داخل ہو گئی ہیں ان سے احتراز لازم ہے یعنی گانا بجانا، ڈانس کرنا، فلمی گانوں کا سننا وغیرہ وغیرہ۔

بہت سے امراء ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو شادیوں پر بہت لغو حرکتیں کرتے ہیں جن سے کراہت آتی ہے اور ان لوگوں پر رحم آتا ہے کہ وہ ساری بے ہودہ باتیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں نکالا اور روشنی میں لے کر آئے۔ ایک دوسرے کی ریس کرتے ہوئے ان سب باتوں کو دہرانا چاہتے ہیں۔ بعضوں کے ہاں سنا ہے بینڈ بھی آ جاتے ہیں۔ بے حد ضیاع ہوتا ہے اور دولت کو خاک کی طرح اڑایا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے دولت کے بعض مصارف کو فائدہ کا نہیں بلکہ نقصان کا موجب بتایا ہے۔ اسراف کرنے والوں کے متعلق کہا ہے کہ یہ شیطان کے بھائی ہیں جو اس طرح اپنے رزق کو برباد کرتے ہیں اور جس طرز پر وہ شادیاں مناتے ہیں۔ ان کا مزاج بول رہا ہوتا ہے کہ وہ احمدیت کے مزاج سے ہٹ چکے ہیں اور دنیا داری کے مزاج میں داخل ہو رہے ہیں اس لئے ان کو سادگی کی تعلیم دینا اور ہمدردی کے ساتھ سمجھانا ہم سب پر فرض ہے۔ ہمارا کردار عظیم ہے۔ پس سادگی اور متوازن خرچ کے دائرے میں رہتے ہوئے خوشیاں منائی جائیں۔

اپنے معاشرہ میں یہ احساس پیدا کرنا چاہئے کہ اگر ہم زیادہ خرچ کرنے کی توفیق رکھتے ہیں تو ہمیں دوسروں کی بچیوں کی شادیوں پر خرچ کرنا چاہئے۔ غرباء کی بچیاں خواہ صبر کریں یا نہ کریں ان کا دل تو چاہتا ہے کہ وہ بھی اپنی شادیوں پر مناسب رنگ میں خوشی منا سکیں۔ اس لئے امراء کو چاہئے کہ وہ اپنی ہر شادی کے موقعہ پر ایک حصہ مثلاً دسواں حصہ اس غرض سے مخفی طور پر جماعت کے سپرد کر دیں کہ مستحق بچیوں کی شادی ہوگی تو وہ ان پر خرچ کریں گے۔ ان کی شادیوں پر اپنے حالات کے مطابق مناسب دعوت کا انتظام کر دیا کریں گے۔ اس سے آپس میں محبتیں بڑھیں گی اور بجائے اس کے کہ امارت اور غربت کے یہ فرق نفرتوں میں تبدیل ہوں، قربتوں کے موجب بن جائیں گے اور ایک دوسرے کے دلوں کو قریب کرنے کا موجب بنیں گے۔

لجنات میں سے جو نیک دل خواتین ہیں وہ ایسے موقعہ پر اپنی خدمات پیش کریں کہ ہم تمہارا کھانا پکا دیتی ہیں۔ کچھ بہنیں مل کر اس کا انتظام کر دیں۔ دس پندرہ یا بیس مہمانوں کو بلا لیا جائے۔ اس میں امراء کو بھی مدعو کیا جایا کرے۔ اس سے ان کی شادیوں میں رونق بڑھے گی۔ حوصلہ ملے گا۔ شادیوں میں ایک خاص پیار کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ امراء کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ اپنی شادیوں میں غریب بھائیوں کو مدعو کریں تا کہ آپس میں محبت بڑھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شادی کی بدترین دعوت وہ ہے جس میں امراء کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جو شادی کی دعوت کو قبول نہ کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ بدنصیب اور بدبخت ہیں وہ شادیاں جن میں بلانے والے غریبوں کو نہ بلائیں اور صرف امیروں کو بلائیں اور پھر جب غریب ان کو اپنی شادیوں میں بلائیں تو وہ وہاں نہ جائیں کہ یہ غریبوں کی شادی ہے۔

امیروں کو خاص طور پر غریبوں کی شادی پر پہنچنا چاہئے بلکہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اور ان کی بچیاں جو بھی اس بات کے لئے وقت نکال سکیں وقت سے پہلے وہاں جائیں، ان کے گھروں کو صاف ستھرا کریں، ان کو تیار کریں۔ ان کی کمیاں دور کریں، کھانا وغیرہ پکانے میں ان کی مدد کی جائے اور جو چیزیں وہ نہیں خرید سکتے اپنی طرف سے خرید کر ان میں داخل کریں اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ وہ وہاں جائیں اور ان کی غربت کو دیکھیں۔

امیروں کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا جب ایک غریب آپ کی شادیوں میں آئے گا اور آپ اس کو پرانے کپڑوں میں دیکھیں گے تو آپ کا دل پگھلے گا اور شرمندگی کا احساس پیدا ہوگا کہ کیوں نہ اسے اچھے کپڑے بنا کر دئے گئے۔

فرمایا امراء تو اپنی شادیوں پر لاکھوں سے کم میں شادی کرنے کو ناممکن تصور کرتے ہیں لیکن غریب دو چار ہزار میں شادی کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ غریبوں کی شادی پر جانے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ شادیوں کے کیا کیا مسائل ہیں۔ یہ مسائل اس کے بغیر حل نہیں ہو سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے اخلاق سیکھے جائیں۔ کسی دوسرے سے نہیں۔ خود آپؐ سے آپؐ کے اخلاق سیکھے جائیں۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم الامت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الاول) نے ایک مرتبہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی تقریر سن کر فرمایا:

"میں تو سمجھتا تھا کہ نورالدین دنیا میں ایک ہی ہے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارے مرزا نے تو کئی نورالدین پیدا کر دئے ہیں"۔

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر سیالکوٹ ۱۹۰۴ء کا ہے۔ اس لیکچر سے ایک روز قبل کی بات ہے کہ دوپہر کے کھانے کی تیاری میں کچھ وقفہ تھا اور فراغت کے باعث لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ منتظمین نے تجویز کی کہ علماء میں سے کسی کی تقریر کرا دی جائے تا کہ لوگ مصروف ہو جائیں۔ اس لئے منتظمین نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کو کہا اور آپ نے تقریر فرمائی۔

دوسرا واقعہ بنگلور ہندوستان کا ہے اور یہ ۱۹۱۱ء کی بات ہے کہ ریاست میسور کے شہر بنگلور کی جماعت اسلامیہ کی طرف سے ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے بھی درخواست کی کہ علماء کو بھجوایا جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے حکم پر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ، خواجہ کمال الدین صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور لال شاہ صاحب برق پشاوری پر مشتمل وفد جماعت کی طرف سے گیا۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے مولانا شوکت علی صاحب برادر مولانا محمد علی صاحب جوہر، علامہ سید سلیمان ندوی اور بعض عرب علماء بھی آئے ہوئے تھے۔

اس جلسہ میں حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی بھی تقریر ہوئی۔ آپ کی تقریر کے دوران علامہ سید سلیمان ندوی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ بیٹھے تقریر سن رہے تھے۔ تقریر کے بعد آپ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ صاحب سے دریافت کیا کہ:

"یہ صاحب جنہوں نے ابھی تقریر کی ہے کون ہیں.... جو کچھ انہوں نے آج بیان کیا ہے بالکل نیا اور اچھوتا ہے اور ان کی تقریر سے مجھے جدید معلومات کا ذخیرہ ملا ہے"۔

(نوٹ: یہ دونوں آراء حیات قدسی سے ماخوذ ہیں)

(مرسلہ نصراللہ خان ناصر، مربی سلسلہ احمدیہ)

LIBERATED DE EXPRESSION

مذکورہ بالا عنوان سے جس کا اردو مطلب ہے "آزادی ضمیر"۔ الخصیرہ (سپین) سے شائع ہونے والے اخبار Europa Sur کی ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں صفحہ ۲۲ پر مکرم مظفر محمود احمد صاحب (مبلغ سلسلہ احمدیہ) کا مضمون شائع ہوا ہے جو انہوں نے ۱۹ دسمبر کو سپینش ٹی۔ وی پر نشر ہونے والے بنگلہ دیش کی ناول نگار "تسلیمہ نسرین" کے ایک انٹرویو پر اخبار کو لکھا جس میں تسلیمہ نسرین نے اسلام میں آزادی ضمیر کی تعلیم کے متعلق سراسر ناروا حملے کئے تھے۔

اس مضمون میں مظفر محمود احمد صاحب نے عقلی اور نقلی شواہد سے بتایا ہے کہ اسلام آزادی ضمیر کا علمبردار ہے اور وہ تمام مذاہب کا اور ان کے مسلمہ بزرگوں کا احترام سکھاتا ہے لیکن آزادی ضمیر کے نام پر کسی مذہب کے مقدس بزرگوں کی توہین و تضحیک کرنا ایک ناجائز اور غیر منصفانہ بات ہے کہ ایک شخص کی زبان کو تو آزادی دی جا رہی ہے اور دوسرے شخص کے کانوں کی آزادی کا کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا۔ گویا "چور کو تو کھلی چھٹی ہے لیکن مالک کا کوئی اختیار نہیں"۔ عقل سلیم اور انسانی منطق کے مطابق بے لگام آزادی ضمیر کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر بے لگام آزادی ضمیر کی اجازت دے دی جائے تو دنیا کا نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ مضمون میں انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدقسمتی سے بنیاد پرست اور تشدد پسند علماء اپنے طرز عمل سے اسلام کی بدنامی کا موجب بنے ہوئے ہیں اور اس سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصانات پہنچ رہے ہیں لیکن ان متشدد علماء کی کاروائیوں کی وجہ سے مذہب اسلام کو ملزم نہیں کرنا چاہئے۔

SCL

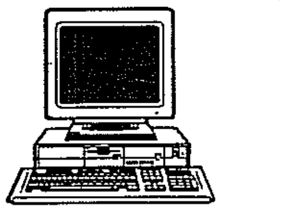

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

جماعت احمدیہ کے خلاف
حکومت پاکستان اور ملاؤں کی تازہ شرانگیزی

(رشید احمد چوہدری۔ پریس سیکرٹری)

پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مذہبی و انسانی حقوق کی پامالی کے سلسلہ میں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ عرصہ گیارہ سال سے جماعت احمدیہ کو ان کے اپنے مرکز ربوہ میں جلسہ سالانہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ہر سال جب جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی درخواست ڈپٹی کمشنر جھنگ کو دی جاتی ہے تو اس کو رد کر دیا جاتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی ایک مخصوص طبقہ کے مولویوں کی طرف سے اخبارات میں واویلا شروع ہو جاتا ہے کہ اگر جماعت احمدیہ کو جلسہ کرنے کی اجازت دی گئی تو حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی وغیرہ۔ پاکستان کا ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ مولوی صاحبان آجکل ہر معاملہ میں ایسی گیدڑ بھبکیوں سے کام لیتے ہیں۔ عوام تو ان کے ساتھ ہیں نہیں، صرف چند نعرہ باز لوگ ان کے گرد جمع ہوتے ہیں باقی سب تماشائی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملکی انتخابات کے موقع پر ان مولویوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں مگر حکومت ان کے تشدد پر مبنی بیانات کی وجہ سے جلسہ کی اجازت نہیں دیتی اور وجہ یہ بیان کرتی ہے کہ اجازت دینے سے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ چنانچہ گزشتہ سال دسمبر میں ایسا ہی ہوا۔ جونہی جلسہ سالانہ کے انعقاد کی درخواست دی گئی مولوی صاحبان برساتی مینڈکوں کی طرح ٹرانے لگے۔ ان کے چند بیانات آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی منظور چنیوٹی نے کہا۔

"ربوہ میں جلسہ پر پابندی نہ لگائی گئی تو خون کی ندیاں بہا دی جائیں گی"۔

(روزنامہ پاکستان ۶ دسمبر ۱۹۹۴ء)

مولوی اللہ یار ارشد کا کہنا ہے:

"حکومت نے اگر قادیانیوں کی غنڈہ گردی کا فوری نوٹس نہ لیا تو ہم خود طاقت کا مظاہرہ کر کے ان کو لگام ڈالیں گے"۔

(روزنامہ پاکستان ۶ دسمبر ۱۹۹۴ء)

اور اب تحریک ختم نبوت پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولوی محمد ممتاز اعوان کا بیان بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہتے ہیں:

"قادیانیوں کا یہ اعلان آئین پاکستان سے کھلم کھلا بغاوت کے مترادف ہے۔ اس اعلان سے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو گئے۔ اگر حکومت نے قادیانیوں کو ربوہ میں سالانہ جلسہ کرنے کی اجازت دی تو حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور ربوہ میں قادیانیوں کے جلسہ کو اپنی قوت سے روکیں گے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء)

اس کے بعد ڈپٹی کمشنر جھنگ شاہد خان کا بیان اخبارات میں شائع ہوا۔ انہوں نے کہا۔

"ضلعی انتظامیہ ربوہ میں مرزائیوں کو نہ جلسہ کرنے کی اجازت دے گی اور نہ ہی احتجاج کی غرض سے اکٹھا ہونے کی اجازت دے گی۔ اگر انہوں نے سازش کے تحت ایسا کچھ کرنا چاہا تو ضلعی انتظامیہ ان کے خلاف سخت کاروائی کرے گی"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۶ دسمبر ۱۹۹۴ء)

چنانچہ جنگ لندن کے مطابق مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگا دی گئی۔

اس سارے ڈرامے کو ختم کرنے کے بعد یکایک حکومت کو نہ جانے کیا سوجھی کہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو ایک خبر شائع کر دی گئی جس میں کہا گیا کہ:

"حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی منظوری کے بعد جماعت احمدیہ کو گیارہ سال کے بعد مارچ میں ربوہ میں سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی اجازت دے دی ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

یقینا یہ خبر جماعت احمدیہ کیخلاف فتنہ انگیزی کی غرض سے شائع کی گئی کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ شروع سے ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ دسمبر یا اس کے لگ بھگ منعقد کیا جاتا ہے۔ مارچ میں جلسہ سالانہ کرنے کا پروگرام بے معنی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت کی طرف سے جلسہ کرنے کی درخواست بھی نہیں دی گئی۔ اس کے باوجود اس خبر کا شائع ہونا سوائے اس کے کہ ملاؤں کو اور ان کے زیر اثر سادہ لوح عوام کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھڑکایا جائے اور کیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس اعلان کے ساتھ ہی مولویوں کے انتہائی شر انگیز بیانات اخبارات میں شائع ہونے شروع ہو گئے۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف ایک نفرت انگیز مہم کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ ان میں سے چند بیانات آپ بھی سنئے:۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں ...... نے ایک بیان میں حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو ربوہ میں جلسہ کی اجازت دینے کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ حکومت مسلمانان پاکستان کی قوت ایمانی کا امتحان نہ لے۔ مسلمان قادیانیوں کی اسلام اور آئین پاکستان کے منافی سرگرمیوں کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے ...... عشق رسالت سے سرشار اور ناموس رسالت کے پاسبان حکومت کا بستر بوریا گول کر دیں گے"۔

(جنگ لندن ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ "امیر جمیعت العلمائے اسلام ضلع جھنگ مولانا عبدالوارث نے کہا کہ حکومت اپنے اس فیصلہ کو فوری واپس لے ورنہ اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ جمیعت علماء اسلام، جمیعت اہل سنت پاکستان، جمیعت انصار العرب، جمیعت انصار الاسلام، سپاہ صحابہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمیعت تحریک انقلاب، جمیعت طلبہ اسلام کے راہنماؤں ...... نے کہا۔

"حکومت قادیانیوں کے جلسے کی اجازت دینے کا فیصلہ واپس لے ورنہ طاقت کے ذریعہ جلسے کو روکا جائے گا"۔

(جنگ لندن ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ صدر سپاہ صحابہ چنیوٹ مولانا خلیل احمد نے کہا۔

"اگر حکومت نے قادیانیوں کو ربوہ میں مذہبی اجتماع کرنے کی اجازت دی تو یہ حکومت کا آخری دن ہوگا"۔

(روزنامہ خبریں ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

"پورے ملک سے سپاہ صحابہ کے کارکن عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قادیانیوں کے غیر قانونی اجتماع کو روکنے کے لئے ربوہ پہنچیں گے اور ربوہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ اور پھر کوئی قادیانی بھی اپنے پاؤں سے چل کر واپس نہیں جاسکے گا"۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ "مولانا محمد اجمل" قائم مقام امیر جے۔ یو۔ آئی نے کہا۔

"احمدیوں کو ربوہ میں مذہبی اجتماع کرنے کی غیر آئینی اجازت کی مذمت کرنے کے لئے ۲۰ جنوری کو یوم سیاہ منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے"۔

(روزنامہ خبریں ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ قائد جانباز "مولانا محمد اختر محمدی" نے کہا:

"اگر فوری طور پر جلسہ کی اجازت منسوخ نہ کی گئی تو ملک گیر احتجاجی تحریک شروع کی جائے گی"۔

(روزنامہ خبریں ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ مولانا محمد اسعد تھانوی نے کہا کہ:

"قادیانیوں کو جلسہ کی اجازت دینا عالمی سازش کا حصہ ہے۔ حکومت فیصلہ واپس لے ورنہ سنگین نتائج بھگتنے ہونگے"

(روزنامہ خبریں ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ قاری شبیر احمد عثمانی پرنسپل جامعہ عثمانیہ نے کہا۔

"حکومت کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں .... مسلمان سر پر کفن باندھ کر پورے ملک سے ربوہ کی طرف مارچ کریں گے اور پھر اس کا انجام قیامت ہوگا"۔

(جنگ لاہور ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ جماعت اہل حدیث پاکستان نے بھی دھمکی دی کہ:

"اگر حکومت نے ربوہ میں قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی اجازت واپس نہ لی تو پھر ربوہ جانے والی ہر سڑک کو بلاک کر دیا جائے گا۔ جماعت ۲۰ جنوری سے اس سلسلے میں ملک گیر احتجاجی تحریک بھی چلا رہی ہے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ جماعت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ "مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی" نے کہا۔

"حکومت نے قادیانیوں کے جلسے کی اجازت دے کر اسلام دشمنی کا کھلا ثبوت دیا ہے"۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ سرگودھا میں علماء کے اجلاس میں جو ختم نبوت اکیڈمی لکڑ منڈی میں "مولانا اکرم طوفانی" کی صدارت میں منعقد ہوا کہا گیا۔

"قادیانیوں کو ایسا سبق سکھائیں گے کہ وہ آئندہ جلسے کے نام بھی نہیں لیں گے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ "مولانا مسعود احمد سروری" نے کہا۔

"حکومت نے گیارہ سالہ پابندی ختم کر کے غیرت مسلم کو للکارا ہے۔ عاشقان مصطفیٰ اپنی جان تک کی قربانی دینے سے گریز نہیں کریں گے"۔

(ڈیلی بزنس رپورٹ ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ بزم نعیمیہ لاہور کے ایک ہنگامی اجلاس میں کہا گیا۔

"قادیانیوں کو جلسے کی اجازت دینا اسلام سے کھلی بغاوت ہے"۔

(روزنامہ مشرق لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ اہل حدیث یوتھ فورس حافظ آباد کے صدر "مولانا نصراللہ خان مظفر" اور جنرل سیکرٹری عبدالحمید رحمانی نے ایک مشترکہ بیان میں کہا۔

"قادیانیوں کے جلسہ پر پابندی نہ لگائی گئی تو اہل حدیث یوتھ فورس کراچی سے خیبر تک احتجاج اور ربوہ کا گھیراؤ کرے گی"۔

(روزنامہ خبریں ۱۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

اب آخر میں اللہ وسایا نامی ایک ملاں کا انکشاف بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہتے ہیں:

"قادیانیوں کو جلسے کی اجازت ڈگلس ہرڈ کے دباؤ پر دی گئی"۔

(روزنامہ پاکستان لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

کسی نے کیا خوب کہا ہے "اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی" اور لطف یہ ہے کہ ان تمام بیانات کے ساتھ ساتھ انہی اخبارات میں حکومت کی طرف سے ذیل کا اعلان بھی ہوتا رہا:

"حکومت پنجاب نے قادیانیوں کو ایسا کوئی اجتماع کرنے کی اجازت ہی نہیں دی اس لئے منسوخی کا مطالبہ بے معنی ہے۔ حکومت پنجاب نے واضح کیا ہے کہ قادیانیوں نے کسی اجتماع کے سلسلے میں حکومت سے رابطہ نہیں کیا اور اگر اس قسم کا کوئی رابطہ کیا بھی جاتا تب بھی انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہ دی جاتی"۔

(روزنامہ جنگ ۱۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ اسے فتنہ اور شرانگیزی کے سوا اور کیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ "اللھم انا نجعلک فی نحورھم و نعوذبک من شرورھم"۔

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, February 3, 1995 No. 5

شذرات

(م-ا-ح)

گزشتہ کچھ عرصے سے پاکستان میں دہشت گردی اور قتل وغارت کا جو طوفان اُمڈا ہوا ہے اور جس طرح فرقہ واریت کا عفریت انسانی جانوں کا خراج وصول کر رہا ہے اس سے متاثرین تو سراپا فریاد ہیں ہی، باقی ماندہ محب وطن شہری بھی حد درجہ بے چین ہیں اور اپنے بھولپن میں اسی حکومت سے احتجاج کرتے ہیں جو اپنی کور چشمی اور ناطاقتی کے سبب ٹک ٹک دیدم، بے بسی کی تصویر بنی بیٹھی ہے۔ لسانی یا مذہبی فسادات کوئی ایک دن میں تو نہیں اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجدوں پر فائرنگ، امام باڑوں پر بم بازی اور مذہبی رہنماؤں پر قاتلانہ حملے تو پچھلے کئی سالوں پر ممتد ہیں۔ معصوم احمدیوں کا قتل اور ان کے گھربار کی بربادی تو ان کا روز مرہ کا شغل ہے۔ بے گناہ عیسائی شہریوں کو کس نے سرراہ گولیاں ماری ہیں اور گوجرانوالے کے ڈاکٹر فاروق کے بدن کی دھجیاں اڑا کر انہیں آگ کس نے لگائی تھی۔ حکومت کا کمال یہ ہے کہ ان دن دہاڑے ہونے والے جرائم کے کسی ملزم کے کیفر کردار کو پہنچنے کی خبر تو الگ کسی کی گرفتاری کی اطلاع بھی نہیں ملتی۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ قاتل دندناتے پھرتے ہیں۔ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ان کی دھمکی کا ایک انداز دیکھئے۔

سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے:۔

"اب تک سپاہ صحابہ کے ۱۴۵ کارکن مخالف گروہ کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں لیکن اب ہمارا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے"۔

اور اس خبر کی سرخی یہ ہے:

"جنرل وحید نے مداخلت نہ کی تو حالات قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ حکومت ہماری شرائط مان لے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء)

ہم حیران ہیں کہ جس حکومت کو حالات قابو سے باہر کرنے، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی دھمکیاں دی جائیں اور جس ملک میں فوج کے سربراہ کو مداخلت کی کھلی دعوت دی جارہی ہو اس حکومت کے پنجوں کے ناخن اور منہ کے دانت کہاں رہ گئے ہیں جو ان مفسدہ پردازوں سے دبتی چلی جارہی ہے۔ جو خبر آتی ہے تو بس اتنی کہ حکومت کے کارپردازوں نے ان حضرات کو گول میز کانفرنس میں بلایا ہے کہ عالی جاہ، آئیں اور ہمیں بتائیں کہ آپ کی شرائط کیا ہیں۔ کچھ عرصہ قبل یہی حکومت ان فرقہ وارانہ گروہوں کے اسلحہ اور گولہ بارود کا شمار جاری کرتی تھی لیکن اب کہ شاید ان سے مذاکرات ہو چکے ہیں، حکومت وقت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شترمرغ کی طرح اپنا سر ریت میں دبا لے یا اس موذی بلی کے سامنے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بدامنی اور قتل وایذاء کا سارا الزام کسی پڑوسی ملک پر لگا دے۔ چنانچہ ملک کی زیرک وزیر اعظم نے سال گزشتہ کو رخصت کرتے ہوئے انتہائی بھولپن سے فرمایا ہے کہ:

"دہشت پھیلانے والے، مسجدوں میں بے گناہ نمازیوں پر گولیاں چلانے والے کسی سیاسی پارٹی کے کارکن نہیں ہو سکتے۔ یہ کسی سیاسی تنظیم یا مذہبی جماعت کے لوگ نہیں ہو سکتے۔ یہ تو بھارت ہے جو اس ملک کے اندر دہشت گردی اور تخریب کاری کر رہا ہے۔ حکومت اس کا خاتمہ کرے گی۔ وغیرہ۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۷ دسمبر ۱۹۹۴ء)

جب ملک کے سیاسی سربراہ کے منہ سے ایسی غیر ذمہ دارانہ بات نکلے گی تو ان کے ماتحت تو ان سے نو گز آگے ہی چھلانگ لگائیں گے۔ معًو تین چار دن بعد وزارت داخلہ کے ترجمان نے اعلان کر دیا کہ:

"صرف سندھ کے صوبہ میں پچاس ہزار (ہندوستانی جاسوسی ادارے) "را" کے ایجنٹ موجود ہیں"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۳ جنوری ۱۹۹۵ء)

اس احمقانہ بیان کا بوداپن اسی بات سے ظاہر ہے کہ حکومت یا اس کے کسی ادارے نے پچاس ہزار کی گنتی تو کر لی مگر ان میں سے پکڑا ایک بھی نہیں۔ خدا جانے یہ کہاں بیٹھے نمبر شمار کر رہے تھے اور حکومت کی ہیبت و جبروت کے باوجود پچاس ہزار دشمن تخریب کار قطار بنا کر ان کے سامنے سے گزرتے رہے کہ لو ہمیں گن لو۔ ویسے غیر ملکی طاقتوں یا ہمسایہ ملک کے "ہاتھ" کو بدنام کرنا یوں بھی ایک فیشن بن گیا ہے۔ شاید قارئین کو یاد ہو کہ اسی ضیاء الرحمان فاروقی کے ساتھی مولانا اعظم طارق کا کسی رقیب نے رستہ روکا تھا تو اس نے یہ خبر چھپوائی تھی:

"مولانا اعظم طارق پر قاتلانہ حملہ میں پڑوسی ملک ملوث ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ء)

کہاں مولانا اعظم طارق اور کہاں پڑوسی ملک کے وسائل۔ پڑوسی ملک حملہ کرائے اور مولانا ایسی بیان بازی کے لئے بچ جائیں۔ اور اگر ان کا یہ بیان سچ ہے تو پھر تھانے کی ایف آئی آر میں اپنے حریف فرقہ کے رہنماؤں کا نام کیوں لکھوایا تھا۔ خیر اسے چھوڑیے اور حکومت پاکستان اور اس کے تخریب پسندوں کی طرف آئیے۔ ماضی میں جب بھی احمدیوں پر من حیث الجماعت ظلم وستم ہوا یا احمدی افراد کا یہاں وہاں خون بہایا گیا تو ہر بار ہم نے ارباب حکومت کو توجہ دلائی تھی کہ تم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے تو نہ سہی، انسان تو سمجھو۔ اپنی مملکت کے شہری ہونا تو تسلیم کرو اور خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داری تمہارے سپرد کی ہے اس کا خیال کرو۔ ایسا نہ ہو کہ خدائے عزیز ذوانتقام کا غضب جوش میں آکر تمہیں تباہ کر دے۔ جب بھی سکھر، حیدر آباد، کوئٹہ، مردان، ننکانہ صاحب، چک سکندر، ٹاؤن شپ، لاہور، کراچی یا اسلام آباد کی زمین پر بے گناہ احمدیوں کا پاک لہو بہایا گیا، ہم نے انہیں خبردار کیا کہ دیکھو تمہاری تدبیریں تمہیں پر بیک فائر (Backfi-re) کر سکتی ہیں۔

تلوار کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔ وہ نہیں دیکھ سکتی کہ اس کا مورد احمدی ہے یا غیر احمدی۔ تلوار کی صرف زبان ہوتی ہے۔ اگر ایک بار اسے خون کی چاٹ لگ گئی تو یہ تمہارا خون پینے سے بھی دریغ نہیں کرے گی۔ اب اگر ہمارا یہ خدشہ درست نکلا ہے تو اس پر حیرت کا اظہار کرنے، شور مچانے یا واویلا کرنے سے کیا حاصل۔ ابھی وقت ہے کہ اگر کسی جانب بھی سعادت کی کوئی رمق باقی ہے تو توبہ واستغفار کے ذریعہ مالک حقیقی سے رجوع کریں۔ جھوٹ بول کر، خود کو دھوکہ دے کر ٹسوے بہانے سے کیا فائدہ؟ یاد رکھو کہ۔

اسی خاطر تو قتل عاشقاں سے منع کرتے تھے

"آبروئے وطن"

تیرے شہروں کو کس کی نظر لگ گئی، کس نے پھونکے ترے لہلہاتے چمن
زہر غم بھر دیا کس نے دل میں ترے، لوٹ کر رونقیں تیری پیارے وطن
تو روایات کا اک حسیں باغ تھا، تیرا ہر پھول خوش رنگ و بے داغ تھا
گیت گاتے تھے تیری محبت کا سب، ہر طرف تیرے دریا و کوہ و دمن
نفرتوں کے یہ بے درد آتش فشاں، جنکے شعلوں کی زد میں ہیں جان و مکاں
کس نے لا کر کھڑے کر دئے ہیں یہاں، توڑ کر عہد الفت کی رسم کہن
یہ دھماکے، دھواں، آگ، غارتگری، غیر محفوظ جس سے ہوئی ہر گلی
گرم بازاری موت ہے ہر طرف، اڑ رہے ہیں پرخچوں کی صورت بدن
زندگی درد کی ایک تصویر ہے، ہر نفس قید ہستی کی تعزیر ہے
خوف و دہشت سے ہر جاں ہے سہمی ہوئی، عالم بے بسی میں ہے ہر مرد و زن
دو ٹکوں کے عوض جنس ایماں بکی، ایسی انمول شے کتنی ارزاں بکی
بے ضمیروں کے ہاتھوں میں زر آ گیا، خاک میں مل گئی آبروئے وطن
کوئی حق بات کہنے پہ پکڑا گیا، کوئی فریاد کرنے پہ جکڑا گیا
اور جن سے ہے سامان غارتگری، انکی خاطر نہیں کوئی دار و رسن
صادق زار چل سوئے لندن چلیں، حسن محبوب سے آنکھیں روشن کریں
وہ جو مغرب سے سورج ہوا ہے طلوع، دیکھ لیں چل کے ہم اس کی پہلی کرن

(غلام محی الدین صادق - جرمنی)

بقیہ — مختصرات

☆ Astrol Body پر بحث چلی ہوئی ہے۔ بہت سے مریضوں نے آپریشن کے دوران اپنے جسم کو اپریشن کی میز پر پڑے دیکھا ہے اور یہ کہ کس طرح ڈاکٹر نے ان کا آپریشن کیا۔ حالانکہ وہ بے ہوش تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ ☆ سورہ البقرہ آیت ۴ میں "یومنون بالغیب" آیا ہے یعنی ان چیزوں پر ایمان، جو نظر نہیں آتیں۔ لیکن آخرۃ کے لئے "یوقنون" کا لفظ آیا ہے۔ جبکہ وہ بھی غائب ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ ☆ چشم بددور کہا جاتا ہے کیا ایسی نظر بھی ہوتی ہے جو بد ہوتی ہے۔ اور کیا نظر لگ جاتی ہے؟ ☆ بعض لوگ بہت یقین سے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے وفات شدگان عزیزوں کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے۔ اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ ☆ ایک دوست نے مودودی صاحب کا ایک بیان برائے تبصرہ پڑھ کر سنایا۔ امام مہدی کے بارہ میں مودودی صاحب کے موقف کا خلاصہ یوں ہے کہ مہدی کے نام سے دین میں کوئی خاص منصب قائم نہیں کیا گیا۔ جس پر ایمان لانا ویسا ہی ضروری ہو جیسا کہ انبیاء پر ایمان لانا۔ امام مہدی کا ذکر ہمیں قرآن کریم میں نہیں ملتا اور نہ ہی امام مہدیؑ انبیاء کے زمرہ میں آتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کی صفت قرآن کریم میں "ہادی" بیان کی گئی ہے، مہدی نہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس نہایت پر مدلل تبصرہ فرمایا۔

(ع - م - ر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad